بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا
وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

بشیر کہیے ' نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے

جو سربسر ہے کلام ربی ! وہ میرے آقا کی زندگی ہے

مصنف
ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری
ریٹائرڈ: اسسٹنٹ رجسٹرار جامعہ پنجاب، لاہور

بزم جمیل، سمن آباد، لاہور
03004355778
flowerrose1pk@gmail.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرسَلنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًاوَّنَذِیرًا
وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا

بشیر کہیے ، نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلام ربی ! وہ میرے آقا کی زندگی ہے

شمائل و معمولاتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

اسسٹنٹ رجسٹرار (ر) جامعہ پنجاب لاہور

بزمِ جمیل، سمن آباد، لاہور

03004355778

flowerrose1pk@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بفیضانِ نظر : پیر طریقت ولی نعمت فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

نام کتاب : شمائل و معمولات مصطفےٰ ﷺ

مؤلف : ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

نظر ثانی : محمد یٰسین قصوری نقشبندی

پروف ریڈنگ : قاضی محمد نور اللہ شرقپوری (فائنل پروف ریڈنگ محبوب عالم تھابل)

بار اول : صفر المظفر 1428ھ / مارچ 2007ء

بار دوم : جمادی الاول 1436ھ / مارچ 2015ء

تعداد : 500

صفحات : 192

پریس : سیف اصغر پرنٹرز، عمر پارک نزد منشی ہسپتال، بند روڑ، لاہور

بک بائینڈر : محمد صدیق، عمر پارک، نزد منشی ہسپتال، بند روڑ، لاہور

مفت ملنے کا پتہ : ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری، شیر ربانی ہاؤس مکان نمبر 1 گلی نمبر 3، پاک ٹاؤن، اعظم گارڈن، ملتان روڑ، لاہور۔ موبائل نمبر 0300/4355778

تقسیم کار : محمد اویس ندیم، شیر ربانی ہاؤس مکان نمبر 1 گلی نمبر 3 پاک ٹاؤن، اعظم گارڈن، ملتان روڑ، لاہور۔ موبائل نمبر 0321_9423364

برائے ایصال ثواب : بالخصوص دادی، دادا، نانی نانا، سسر، ددھیالی، ننھیالی، سسرالی مرحومین
محمد اویس ندیم کے و مرحومات اور بالعموم جملہ مسلمین مسلمات مرحومین و مرحومات

انتساب

پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر المشائخ صاحبزادہ

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت میاں

شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

کے نام

بصد ادب و اخلاص واحترام

احقر

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی عفی عنہ

دیباچہ اول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ ط

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میں کیا اور میری اوقات کیا؟ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے فضائل بیان کروں، یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے فیوض و برکات سے مجھے کچھ تحریر کرنے کی ہمت اور توفیق بخشی۔ بچپن میں حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کو بحیثیت آئینہ سنت مصطفےٰ ﷺ دیکھا اور پھر اپنے پیر طریقت، رہبر شریعت الحاج صاحبزادہ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کو اتباع سنت کی پابندی کرتے ہوئے دیکھا تو دل میں ولولہ پیدا ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنتیں لوگوں تک پہنچائی جائیں۔ یہی جذبہ مجھے تحریر کے میدان میں لے آیا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے راقم کو یہ توفیق بخشی کہ زیر نظر کتاب ''شمائل و معمولات مصطفےٰ ﷺ'' قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ راقم کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے اور توشہ آخرت بنائے، آمین ثم آمین!

تصنیف وتالیف کا ملکہ عطاء الٰہی کے بغیر محال ہے۔ بات کہہ پانا اور پھر اس بات کو دوسروں کے اذہان وقلوب میں احسن طریقے سے اتار سکنا عطاء پر عطاء ہے۔ اللہ وحدہٗ لا شریک جسے چاہے اور جب چاہے اپنی عطاؤں سے نواز دے۔ بندہ کو بہر حال بندہ بن کر رہنا چاہیے اور اپنے خالق و مالک کے حضور ہمہ وقت غیر مشروط اطاعت کا نام ہی بندگی ہے۔ کس بات میں خالق و مالک راضی ہے اور کس بات میں ناراض اسکا پتہ کیسے چلے تو یہ بات بھی صاف کر دی گئی ہے کہ جس نے حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ دعویٰ محبت الٰہی کی دلیل بھی اتباعِ رسول اکرم ﷺ کو قرار دیا گیا۔ ماں، باپ، بہن بھائی مال اولاد جان سب سے اولیٰ محبت خاتم النبین والرسل کو قرار دیا گیا۔ ہر قول وفعل حتیٰ کے صحیح ہونے کا معیار اُسوۂ حسنہ کو قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ جب کوئی سہارا دونوں جہانوں میں نہ مل سکے تو سب کا آخری اور یقینی سہارا شفاعت حضرت محمد ﷺ شافعِ روز محشر کو قرار دیا گیا۔

سرکار مدینہ ﷺ نے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اپنے معمولات مبارکہ سے وہ مہک بھر دی جسکی نظیر نہیں ملتی۔ ممکن ہے صفحہ ہستی میں انمٹ نقوش چھوڑنے والوں کی تعداد نا قابل شمار ہو مگر نقوش ہائے سرکار مدینہ ﷺ کا جواب نہیں۔ قدم قدم پر مینارہ نور ہیں جن سے روزمرہ زندگی منور ہوتی ہے اور صراط مستقیم کی وہ کرن پھوٹتی ہے جس پر چل کر نہ صرف دامنوں کو مہکایا جا سکتا ہے بلکہ اس جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھ پاتے ہیں جن کا مقصود و مطلوب والضحیٰ چہرہ اور واللیل زلفیں ہیں۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی زندگی مبارکہ تشنہ لبوں اور عشاق دونوں کیلئے یکساں تاثیر کی حامل ہے۔ آپ کے روزمرہ کے مشاغل دونوں کی اصلاح احوال کے لیے ہیں اور نہ صرف مسلم امہ کے لیے بلکہ غیر مسلم اقوام بھی ان جواہر ریزوں کی تعریف وتوصیف کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

حضور ﷺ کی ذات والا صفات کائنات کی درجہ بندی میں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ہے اور آج کل کے لیے نہیں بلکہ تاقیامت واجب التقلید ہیں جبکہ ان کے سوا کوئی

ہستی بھی دائمی تقلید کے قابل نہیں سمجھی گئی، مگر وجہ کائنات کی تقلید نہ صرف باعث فخر ہے بلکہ ان کی غلامی میں ہی آزادی کا حقیقی تصور مضمر ہے، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس کتاب کی تیاری کے دوران 14۔فروری 2007ء کو ایک حادثہ کے دوران میری بائیں ٹانگ ٹوٹ گئی تو کتاب کو مکمل کرنے میں میرے بیٹے محمد اویس ندیم نے میری معاونت کی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا کی دولت سے نوازے آمین! ثم آمین! محمد یٰسین قصوری نقشبندی نے اس کتاب کی تیاری میں میری علمی معاونت فرمائی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور مجھ ناچیز کی یہ کاوش اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے۔ آمین! ثم آمین۔

احقر: ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی عفی عنہ

شیر ربانی ہاؤس،

مکان نمبر۔1، گلی نمبر۔3، پاک ٹاؤن، نزد اعظم گارڈن لاہور

موبائل: 0300/4355778

2۔ مارچ 2007ء

دیباچہ دوم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیاً وَّ مُسَلِّماً. میرے لئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ زیرِ نظر کتاب ''شمائل و معمولات مصطفیٰ ﷺ'' نظر ثانی کے بعد دوسری بار چھپ رہی ہے۔ اس کے پہلے ایڈیشن کو علماء و مشائخ عظام و عامہ مسلمین نے جس قدر دان نگاہ سے دیکھا ہے وہ میرے لئے نہایت حوصلہ افزا ہے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کے پیارے پیارے شمائل و معمولات میں اضافہ کیا گیا اور موقع کی مناسبت کے لحاظ سے اس میں دعاؤں کو بھی شامل کیا گیا۔

اس کتاب کی تکمیل کے لئے ابھی کئی اُمور کے اضافہ کی ضرورت ہے جن پر بشرطِ زندگی تیسرے ایڈیشن میں غور کیا جائے گا۔ اب تو موت کی فکر دامنگیر ہے۔ اپنی کوتاہیاں اور بے اعتدالیاں پیش نظر ہیں مگر جب خیال آتا ہے کہ معاملہ تو آخر خدا اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ سے ہے اور وہ دونوں کریم اور مہربان ہیں تو ڈھارس بندھ جاتی ہے اور زبان یوں گویا ہو جاتی ہے۔

یارب تو کریمی و رسُولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

احقر: ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی عفی عنہ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

تعارف مؤلف

از ادیب شہیر محمد یٰسین قصوری نقشبندی

26 دسمبر 1996ء کی بات ہے کہ راقم اپنی تالیف ''چشمہ فیضِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے بارے میں مشاورت کے لیے معروف ادیب، مصنف، ماہنامہ ''نوراسلام'' شرقپور شریف کے مضمون نگار و معاون جناب محمد انور قمر شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء) کے پاس شرقپور شریف گیا۔ دورانِ ملاقات ایک دیہاتی شخص جو سادہ لباس، سادہ گفتار اور سادہ مزاج چادر اوڑھے ہوئے قمر صاحب کے گھر آیا۔ سلام مسنون کے بعد وُہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ ہماری گفتگو سنتا رہا۔ ظاہری طور پر وُہ پڑھا لکھا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ جناب قمر صاحب نے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا: ''یہ ہمارے پیر بھائی جناب ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری ایم۔ اے ہیں جو ماہنامہ ''نوراسلام'' شرقپور شریف کے معاون خصوصی ہیں۔ ہمارے پاس رسالہ کے لیے مضمون لینے آئے ہیں''۔ اس تعارف نے بندہ کو حیرت میں ڈال دیا کہ اس قدر سادہ آدمی ایم۔ اے اور ماہنامہ ''نوراسلام'' کا معاون بھی ہوسکتا ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب سے راقم کی پہلی ملاقات تھی۔ بعد ازاں تا حال ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک نشست کے دوران انہوں نے بتایا کہ انہیں درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر کئی بار حاضری کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ انہوں نے وہاں پر موجود چلہ گاہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی کی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کا تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت:

جناب ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی 1945ء میں موضع ''قلعہ غوث'' نزد شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ والدین نے ''نذیر احمد'' نام تجویز کیا۔ آپ پانچ بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ دوسرے بھائیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: (1) محمد اسحاق مرحوم (2) محمد اسماعیل (3) محمد حنیف (4) بشیر احمد مرحوم۔ ڈاکٹر صاحب سب سے چھوٹے ہیں لیکن مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں۔ والد گرامی کا نام حسن الدین تھا۔

گاؤں قلعہ غوث:

بقول برکت علی شاہ نمبردار مرحوم مغفور ڈاکٹر صاحب کا گاؤں ''قلعہ غوث'' جس جگہ واقع ہے، رنجیت سنگھ نے اپنے دورِ اقتدار میں وہاں گھوڑوں کا کچا اصطبل بنوایا تھا۔ جب یہ اصطبل تیار ہو گیا تو رنجیت سنگھ اسے دیکھنے کے لیے وہاں گیا۔ جب وہ اس کے مشرقی صدر دروازے پر پہنچا تو اس نے صدر دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اوپر کی طرف اس کی اونچائی کو دیکھا تو اس کا تاج (پگڑی) سر سے اتر کر زمین پر گر پڑا تو وہ اس واقعہ کو بدشگون سمجھ کر اسی وقت واپس ہو گیا۔ شرقپور شریف کے قریب بھوئیں ٹکو نامی گاؤں کے لوگوں کو یہاں آ کر آباد ہونے کی دعوت دی گئی۔ بھوئیں ٹکو نامی گاؤں کے لوگ یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ اس طرح یہ ''قلعہ غوث'' نامی گاؤں آباد ہو گیا۔

مختصر شجرہ نسب:

حسن الدین بن احمد دین بن نبی بخش بن کریم بخش بن محمد اسحاق رحمھم اللہ تعالیٰ۔

اہلِ خاندان:

آپ کا سارا گھرانہ الحمد للہ متقی و پرہیزگار تھا۔ آپ کے والد حسن الدین ایک بہن

اور تین بھائی تھے۔ کرم الٰہی سب سے بڑے، حسن الدین منجھلے اور میاں محمد دین چھوٹے تھے۔ آپ کا تایا اور چچا کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ جبکہ چچا میاں محمد دین نمازیوں کی خواہش کے مطابق نماز بھی پڑھا دیا کرتے تھے اور اپنے گھر میں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

والدین گرامی:

جناب ڈاکٹر صاحب ابھی صرف دو سال کے ہی تھے کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی پرورش اِن کی نیک سیرت والدہ محترمہ نے محنت مشقت کر کے کی۔ آپ کی والدہ صاحبہ ایک شب بیدار خاتون تھیں۔ مویشیوں کی دیکھ بھال بھی خود کرتی تھیں۔ ساری رات عبادت و ریاضت میں مصروف رہتیں۔ پانچوں نمازیں بر وقت ادا کرتیں اور قرآن مجید کی تلاوت بلا ناغہ کرتی تھیں۔ ہر قسم کا دم کرتی تھیں۔ گاؤں کے لوگ آپ کی والدہ کو پُھوپھی صاحبہ کہتے تھے۔ جب بارش نہ ہوتی تو گاؤں کے لوگ آپ کی والدہ کے پاس آتے اور بارش کی دعا کے لیے کہتے تو وہ ''دعا سریانی'' کا وظیفہ کرتیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہو جاتی۔ جب بارش کئی دنوں تک نہ تھمتی تو پھر گاؤں کے لوگ آ کر کہتے دعا کریں بارش رُک جائے۔ آپ ''دعا سریانی'' کا وظیفہ کرتیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش رُک جاتی۔ ہر پریشانی کے وقت آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپور شریف میں حاضر ہو کر دعا کراتیں تو اللہ تعالیٰ پریشانی کو ٹال دیتا۔

اولیائے کرام سے عقیدت:

ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ وہ بچپن میں بھی مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ وہ حضرت داؤد بندگی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک پر گیا۔ وہاں رات گزاری۔ پھر صبح سویرے اٹھتے ہی ایک دکان پر گیا۔ دکان دار سے سگریٹ لیے۔

دکان دار سے پوچھا: میں نے سنا ہے کہ دربار شریف کے گنبد سے رات کو روشنی نکلتی ہے۔ اس بوڑھے دکان دار نے بتایا: یہاں لوگ عرب شریف کے بدوؤں جیسے ہیں۔ ساری دنیا حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان لے آئی مگر عرب شریف کے بدو حضور ﷺ پر ایمان نہ لائے۔ وہ کافر کے کافر ہی رہے۔ یہی حال ہمارا ہے۔ اس نے کہا: بیٹا! میں آپ کو ایک بات ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ جو عرس پر آئے ہوئے ہیں۔ انہیں کچھ ملتا ہے تو وہ دور دراز سے پیدل چل کر آتے ہیں۔ وہ پاگل نہیں۔ لمبے لمبے سفر کرتے ہیں اور سرد راتیں یہاں گزارتے ہیں۔ بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں۔ اس دکان دار نے کہا: بیٹا! بات ساری عقیدے کی ہے۔ اگر عقیدہ درست ہوگا تو کچھ ملے گا۔ اگر عقیدہ درست نہیں ہوگا تو پھر کچھ بھی نہیں ملے گا۔

جناب ڈاکٹر صاحب ہی کا بیان ہے کہ ان کی والدہ محترمہ کو عرصہ دراز سے پیٹ میں درد تھا۔ اطباء اور ڈاکٹروں سے علاج کروانے کے باوجود آرام نہ آیا۔ ایک دفعہ وہ حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شرقپور شریف میں حاضر ہوئیں۔ آپ سے دم کروایا پانی پیا اور لنگر کھایا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے درد ختم کر دیا۔

جناب ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ جو کہ محکمہ صحت، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، لاہور کی ملازمہ ہیں، کا تبادلہ انتقامی کارروائی کے طور پر 15 ؍فروری 2010ء میں کسی دوسرے محکمہ میں کر دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے تبادلہ رکوانے کی پوری کوشش کی مگر تبادلہ نہ رُک سکا۔ ان کے ایک دوست حاجی اصغر علی صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کنٹرولر نے رات کو خواب دیکھا کہ تبادلہ کا مسئلہ شرقپور شریف حاضری دینے سے حل ہوگا۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے گھر آئے اور اپنا خواب سنایا۔ ڈاکٹر صاحب سے کہا: ابھی اسی وقت شرقپور شریف چلتے ہیں۔ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب اور اُن کا دوست

شرقپور شریف گئے۔ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے مسئلہ بڑے غور سے سنا اور دعا فرمائی۔ آپ کی دعا سے تبادلہ رُک گیا۔ حاجی اصغر علی صاحب نے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کو اپنی یتیمی اور پرورش کا قصہ سنایا کہ اُس کی والدہ نے بڑی محنت مشقت کر کے اُس کی پرورش کی۔ جب وُہ اس قابل ہوا کہ اپنی والدہ کی خدمت کر سکے تو وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ اس بات کا انہیں بہت دکھ ہے کہ وُہ اپنی ماں کی پوری طرح خدمت نہیں کر سکے۔ صاحبزادہ صاحب نے ایک بڑی قیمتی بات کہی۔ آپ نے فرمایا: ''مائیں بازار سے نہیں ملتیں'' اللہ والوں کی باتیں انمول موتی ہوتے ہیں۔

غیبی رہنمائی:

اللہ تعالیٰ اپنے بھولے بسرے بندوں کی خُود رہنمائی فرماتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک دن نمازِ عصر جامع مسجد چاہ مغل چکیاں، سمن آباد، لاہور میں ادا کی۔ پھر باہر نکلے تو کچھ فاصلے پر ایک کوٹھی کے قریب سے گزرے۔ اُن کے دل میں خیال آیا۔ کاش! اُن کی بھی ایک خُوبصورت کوٹھی ہوتی۔ اُن کے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ ایک برگزیدہ اور سفید ریش بزرگ نے اُن کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''بیٹا! دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ یہ چمک دمک کسی کام کی نہیں۔ یہ سب چیزیں دنیا میں رہ جائیں گی۔ انسان کے ساتھ قبر میں جانے والی چیز اُس کا ایمان ہے۔ ایمان کی سلامتی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔ آپ نیکیاں کمائیں جو آپ کے ساتھ جائیں گی''۔

بیٹا! کوٹھی والوں کو آرام کی نیند میسر نہیں۔ اُن کو ہر وقت موت کا ڈر لگا رہتا ہے۔

نیند کی گولیاں لے کر سوتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ رات بھر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ کھانا اچھا کھاتے ہیں مگر اُن کو ہضم نہیں ہوتا۔ اُن کے مقابلہ میں ایک مزدور کو دیکھو جو دِن بھر مزدوری کرتا ہے۔ رُوکھی سُوکھی روٹی کھاتا ہے اور آرام کی نیند سوتا ہے۔ چاہے وُہ فُٹ پاتھ پر ہی کیوں نہ سوئے، وُہ موت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اُس کے اوپر نیچے سے چیونٹیاں گزرتی ہیں، اس کے چہرے کے اردگرد مکھیاں بھن بھناتی ہیں۔ لیکن وُہ خراٹے لے کر سوتا ہے۔ اس کو مچھر، مکھی، بھڑ اور چیونٹیوں وغیرہ کے کاٹنے کا خوف ہوتا ہے۔ نہ چوری کا غم اور نہ بیمار ہونے کی پریشانی۔ یہ باتیں کرنے کے بعد وُہ برگزیدہ بزرگ غائب ہو گیا۔ پھر کبھی نظر نہیں آیا۔ اس واقعہ نے ڈاکٹر صاحب کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دی۔

ماں کی دعائیں:

والدہ محترمہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں بہت سی دعائیں کیا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی: بیٹا! ''آپ بذریعہ قلم کمائی ہوئی روزی کھائیں''۔ عملی طور پر اس کا مظاہرہ یوں ہوا کہ پیرومرشد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی زیرسرپرستی ماہنامہ ''نوراسلام'' شرقپور شریف کو معیاری و مقبول عام بنانے کے لیے اپنی بساط کے مطابق عرصہ اٹھائیس سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے بیشمار مضامین و مقالات اور کالم اخبارات و رسائل اور جرائد کی زینت بن رہے ہیں۔ والدہ صاحبہ کی دعا سے نوکری بھی مل گئی جو آپ کی آمدنی کا ذریعہ بنی۔ اب آپ پینشن لے رہے ہیں۔

تعلیم وتربیت:

ڈاکٹر صاحب نے قرآن پاک سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ قرآن پاک کی تعلیم اپنے گاؤں کے امام مسجد مولانا محمد اشرف صاحب سے حاصل کی۔ پرائمری تک تعلیم

گورنمنٹ پرائمری سکول تر ڈیوالی، نزد شرقپور شریف میں حاصل کی۔ آپ کے گورنمنٹ پائیلٹ ہائر سیکنڈری سکول، شرقپور شریف کے اساتذہ کرام میں سے محمد انور قمر شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، محمد عثمان صاحب، فقیر حسین صاحب، مقبول احمد صاحب، محمد یوسف صاحب، محمد انور قریشی صاحب، محمد طفیل صاحب، لال دین صاحب، خواجہ دِل محمد صاحب اور ظہور احمد اختر صاحب تھے۔

تعلیمی سفر:

آپ نے دیگر تعلیمی مراحل اس طرح سے طے کیے۔

1۔ 1964ء میں گورنمنٹ پائیلٹ ہائر سیکنڈری سکول، شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

2۔ 1966ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور سے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔

3۔ 1968ء میں بی۔ اے کا امتحان اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور سے پاس کیا۔

4۔ 1978ء میں DHMS کا امتحان ہومیو پیتھک میڈیکل کالج آف پاکستان گڑھی شاہو، لاہور سے نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔

5۔ 1982ء میں بائیو کیمک پریکٹشنر سوسائٹی آف پاکستان کی فیلوشپ اختیار کی۔

6۔ 1984ء میں فارمیسی میں "C" Category کے طور پر رجسٹرڈ ہوئے۔

7۔ 1986ء میں ایم۔ اے سیاسیات کا امتحان بطور پرائیویٹ امیدوار پاس کیا۔

8۔ 1986ء ہی میں فارمیسی میں اسسٹنٹ فارماسسٹ کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

9۔ 1990ء میں CLS کا امتحان پنجاب لائبریری ایسوسی ایشن آف لاہور سے پاس کیا۔

11,10۔ 1993ء میں شیر ربانی اسلامک سنٹر، لاہور سے تین ماہ کا تربیتی کورس مکمل کیا۔

12۔ 1994ء میں آستانہ عالیہ شیر ربانی اسلامک سنٹر، ہجویری محلہ، نزد داتا دربار لاہور سے دوبارہ تین ماہ کا تربیتی کورس پاس کیا۔

13۔ 2000ء میں ایم۔اے پنجابی کا امتحان پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔

14۔ 2002ء میں بی۔اے لیول کا صحافت میں بطور ایڈیشنل مضمون پاس کیا۔

15۔ سیشن 2012.2013 میں رول نمبر 012064 کے تحت Diploma In Arabic پاس کیا۔

16۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب نے 2002ء میں ڈبل ایم۔اے کر کے اپنی تعلیم مکمل کی۔

زیارتِ حرمین شریفین:

قدرت کے فیصلے بڑے عجیب ہوتے ہیں جو انسانی عقل سے بالاتر ہوتے ہیں۔ انسان سوچتا کچھ ہے، ہوتا کچھ اور ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقدیر کے فیصلے کرنا انسان کا کام نہیں۔ یہ فیصلے کرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ جب قدرت مہربان ہوتی ہے تو ہر بات کا غیب سے انتظام فرما دیتی ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی اہلیہ محترمہ حج و عمرہ کے لیے شب و روز دعائیں کیا کرتی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کو 2003ء میں دفتر کی طرف سے ہاؤس ریکوزیشن کے بقایا جات کی مد میں چون ہزار (54,000) روپے ملے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے یہ رقم لا کر اپنی اہلیہ کو دی تو وہ بہت خوش ہوئیں اور اُسی وقت اُس نے کہا ہم عمرہ کرنے چلیں۔ وہ بڑا ہی بابرکت دِن تھا جب ڈاکٹر صاحب کو دفتر سے پیسے ملے اور اُن کی اہلیہ نے عمرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ

نے کچھ رقم جو اس نے حج و عمرہ کے ارادہ سے اپنے پاس جمع کی ہوئی تھی وہ اس میں شامل کی۔ اس طرح یہ رقم کوئی (1,50,000) کے قریب ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عمرہ کا انتظام فرمادیا۔ ڈاکٹر صاحب کو حج و عمرہ کے طریقِ کار کا پتہ نہیں تھا۔ آپ نے اگلے دن دفتر جاکر اپنے ساتھیوں سے عمرہ کرنے کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے دوست (ڈاکٹر راجہ محمد ارشاد صاحب) جو کہ آپ کے colleague بھی ہیں عمرہ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ اُن سے رابطہ کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے ساتھی ڈاکٹر راجہ محمد ارشاد صاحب سے عمرہ کرنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ عمرہ کرنے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے راجہ محمد ارشاد صاحب کے پاس اپنے اور اپنی اہلیہ کے عمرہ کی ادائیگی کے لیے ستر ہزار (70,000) روپے جمع کروا دیئے۔ چھ افراد کا گروپ بن گیا جن میں ڈاکٹر راجہ محمد ارشاد صاحب ان کی ممانی صالحہ ساجدہ صاحبہ ان کی مسجد کے امام و خطیب قاری غلام مرتضیٰ وٹو صاحب ان کے بھانجے راجہ ناصر اقبال صاحب، ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری اور ان کی اہلیہ محترمہ منور سلطانہ صاحبہ شامل تھے۔ راجہ محمد ارشاد صاحب گروپ لیڈر چنے گئے تھے۔

23 جون 2003ء کا دن ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کے لیے بڑا ہی مبارک دن تھا جب وہ اپنے گروپ کے ہمراہ رات کے 8.00 بجے علامہ اقبال انٹرنیشنل ایرپورٹ لاہور سے .P.I.A کی فلائٹ نمبر PK - 759 سے عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہوئے۔ فلائٹ جدہ ائیر پورٹ پر سعودی عرب کے مقامی وقت کے مطابق رات کے 1.00 بجے پہنچی۔ ڈاکٹر صاحب کے گروپ کو مکہ معظمہ میں چوک خلیل کے اشارہ کے نزدیک ہوٹل میں رہائش ملی۔ 24 جون 2003ء کو پہلا عمرہ ادا کیا۔ 26 جون 2003ء کو مکہ معظمہ کی زیارتیں کیں جن میں غارِ حرا اور غارِ ثور خاص طور پر قابلِ

ذکر ہیں۔ 24 تا 28 جون 2003ء مکہ معظمہ کی پُرنُور فضاؤں میں رہے۔ 28 جون 2003ء کو رات کے 12.00 بجے مدینہ منورہ کے لیے بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کا قافلہ 29 جون 2003ء کو سعودی عرب کے مقامی وقت کے مطابق صبح 7.00 بجے مدینہ منورہ کی پُرکیف فضاؤں میں پہنچا۔ نمازِ فجر کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے نمازِ فجر قضا مسجد بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں ادا کی اور مسجد بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں ایک حبشی سے ملاقات ہوئی جو کہ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وُہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہوگا۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری کے گروپ کو رہائش مسجد بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مین گیٹ کے سامنے والی آبادی میں ملی جہاں کا اب نقشہ بدل چکا ہے۔ رہائش گاہ کے قریب ہی ایک ہوٹل تھا جس کا نام مطعم البیان تھا۔ اس ہوٹل سے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کے گروپ کے لوگ کھانا کھاتے تھے۔ اس ہوٹل کے مالکان جناب خالد داد صاحب اور جناب اشفاق احمد صاحب سے ڈاکٹر صاحب کے گروپ کے لوگوں کی دوستی ہوگئی۔ اِن دونوں بھائیوں کا تعلق ٹیکسلا کے نواحی علاقہ اعوان برادری سے تھا۔ ہوٹل کے ایک ملازم کا نام نور الامین تھا جس کا تعلق ہندوستان سے تھا اور ایک کا نام عبدالرؤف تھا۔

مورخہ 2 جولائی 2003ء کو مسجد جمعہ، مسجد قباء، مسجد قبلتین، باغ حضرت سلیمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، سبع مساجد، طریق خندق، جبل احد جس پر سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک ہے کی زیارت کی۔ 29 جون 2003ء سے 7/جولائی 2003ء مدینہ منور کی پُرکیف فضاؤں میں رہ کر مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں پوری کیں۔ 7/جولائی 2003ء کو مقامی وقت کے مطابق رات کے 11.00 بجے مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ 8/جولائی 2003ء کی صبح کو مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف

کیا اور ہوٹل دار زمزم جو کہ بکہ بیتی کے بالکل سامنے گلی میں واقع ہے میں رہائش اختیار کی۔ 8/جولائی 2003ء سے 12/جولائی 2003ء تک دوبارہ مکہ معظمہ میں رہے۔ 12/جولائی 2003ء کی رات مکہ معظّمہ سے روانہ ہوگئے اور جدہ کے قریب ایک ورکشاپ کی رہائش میں جو کہ ایک جنگل میں تھی رات گزاری۔ 13/جولائی 2003ء کو جدہ واپس آگئے اور 13/جولائی کی رات جدہ میں ایک ہوٹل میں گزاری۔ 14/جولائی 2003ء کو جدہ ائیر پورٹ پر پہنچے۔ P.I.A. کی فلائٹ پر سوار ہوکر براستہ کراچی پاکستان کے لیے روانہ ہوگئے۔ کراچی ائیر پورٹ پر سامان کی چیکنگ کی گئی اور وہاں سے فلائٹ لاہور ائیر پورٹ کے لیے روانہ ہوگئی۔ 15/جولائی 2003ء کو علامہ اقبال انٹرنیشنل ائیر پورٹ لاہور پر دن کے گیارہ بجے جہاز نے لینڈ کیا۔ ائیر پورٹ پر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کے داماد ارشد محمود صاحب، بڑی بیٹی فرخ نذیر صاحبہ، بیٹے محمد اویس ندیم صاحب اور چھوٹی بیٹی ثوبیہ سلطانہ نے اُن کا استقبال کیا۔ آپ نے 23/جون 2003ء تا 13 جولائی 2003ء زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں ''رباطِ شیرِ ربانی'' کی زیارت بھی کی۔

حجِ بیت اللہ کی سعادت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے ڈاکٹر صاحب کی حج کرنے کی دیرینہ خواہش پوری کردی۔ آپ نے 2010ء میں اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ 4/نومبر 2010ء کو بروز جمعرات رات کے (8.40) پر بذریعہ سعودی عرابین ائیر لائن (SAUDI ARABIAN AIRLINES) فلائٹ نمبر SV735 علامہ اقبال ائیر پورٹ، لاہور سے بغرضِ حجِ بیت اللہ روانہ ہوئے۔ 5/نومبر 2010ء کو بروز جمعہ علی الصبح سعودی عرب کی جدہ ائیر پورٹ پر اترے۔ مناسک حج

14/نومبر 2010ء بروز اتوار سے 18/نومبر 2010ء بروز جمعرات تک ادا کیے۔ مکہ معظّمہ کی پُر کیف فضاؤں میں 5/نومبر 2010ء بروز جمعہ سے 4/دسمبر 2010ء بروز ہفتہ تک رہے۔ 5/دسمبر 2010ء بروز اتوار سے 13/دسمبر 2010ء بروز سوموار تک مدینہ منورہ کی پُر نور فضاؤں میں شب و روز گزارے۔ ڈاکٹر صاحب 5/نومبر 2010ء بروز جمعہ سے 14/دسمبر 2010ء بروز منگل تک مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی روح پرور فضاؤں میں 39 دن رہے۔ 14/دسمبر 2010ء بروز منگل کو جدہ ائیر پورٹ سے سعودی عرابین ائیر لائنز (SAUDI ARABIAN AIRLIN ES) فلائٹ نمبر SV736 کے ذریعے 1 بجکر 50 منٹ پر پاکستان کے لیے روانہ ہوئے اور علامہ اقبال ائیر پورٹ لاہور پر شام کے 6.40 پر پہنچے۔ سب سے پہلے جناب صوفی اللہ دتہ واجد صاحب مرحوم اور اُن کی اہلیہ نے ڈاکٹر صاحب اور اُن کی اہلیہ کو خوش آمدید کہا۔

ڈاکٹر صاحب کا پاسپورٹ نمبر AU0940301، سیریل نمبر 1.117329.5 گروپ نمبر 301345، مکتب نمبر 54 اور ویزہ نمبر 2102593873 تھا جو کہ اسلام آباد (پاکستان) سے جاری ہوا۔ رہائش مکہ مکرمہ: بلڈنگ نمبر 1217، شارع عبداللہ خیاط (عزیزیہ) بالمقابل مدرسہ ابن القیم الابتدائیہ تھی۔ منیٰ میں خیمہ نمبر (A.2)20 تھا۔ رہائش مدینہ منور: (1662) مرکز طیبہ السکنی وال، الموقف 3/4276۔ 1 ش ملک فہد بن عبدالعزیز الحنطقہ المرکزیہ الشمال، روم نمبر 904/A۔

روضہ رسول کے سائے تلے:

ڈاکٹر صاحب روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کے دوران گنبد خضریٰ کے سامنے کھڑے ہو کر نذرانہ دُرود و سلام پیش کر رہے تھے۔ ایک عربی رہبر آیا اور اُس نے ڈاکٹر

صاحب سے مخاطب ہو کر کہا: یہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں یہ شرک و بدعت ہے اور حرام ہے۔ یہاں مت کھڑے ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے اُس عربی رہبر سے کہا: بھائی! ''میں وہ کام کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور فرشتے کرتے ہیں اور اس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم ﷺ پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب 56) آپ کو کیا اعتراض ہے''؟ اُس عربی نے ایک پاکستانی رہبر کو بُلایا۔ اُس پاکستانی رہبر نے ڈاکٹر صاحب سے کہا: جیسے آپ کے جذبات ہیں ویسے ہی ہمارے ہیں۔ لیکن جس طرح آپ کھڑے ہو کر سلام پیش کر رہے ہیں یہ ثابت نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اُسے کہا: میری دو باتوں کا جواب دیں۔ پھر آپ جیسا کہیں گے کر لیں گے۔ (1) جب اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات نبیِ مکرم ﷺ پر دُرود و سلام بھیجتی ہے تو اُس ذاتِ اقدس کا رُخِ انور کس طرف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ کی طرف یا دوسری طرف؟ (2) جب فرشتے آپ ﷺ پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں تو اُن کے چہرے مبارک کس طرف ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ کی طرف یا دوسری طرف؟ ڈاکٹر صاحب نے اُس کی طرف اپنی کمر کر کے اُس سے ہاتھ ملایا اور اُس سے پوچھا: ہاتھ ملانے کا یہ طریقہ درست ہے یا سیدھے ہاتھ والا؟ ڈاکٹر صاحب کی بات رہبر کی سمجھ میں آ گئی۔ وُہ بہت شرمندہ ہوا اور کوئی جواب دیے بغیر خاموشی سے چلا گیا۔

ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ ایک پاکستانی حاجی نے عربی رہبر کے ساتھ روضہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ تک رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں دلائل پیش کیے مگر اُس نے یہ کہہ کر خاموش کرا دیا: اگر آپ کے عقیدہ کے مطابق حضور ﷺ اپنی قبرِ انور میں حیات ہیں تو پھر آپ کو سلام کا جواب کیوں سنائی نہیں دیتا؟ ڈاکٹر صاحب نے اُس سے کہا:

آپ کو یہ ارشادات ِ ربانی یاد نہیں: "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ہ" (البقرۃ:154) ترجمہ۔ اور جو خُدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں خبر نہیں: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ (العمران:169) ترجمہ۔ اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں۔ انہیں ہرگز مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی پاتے ہیں۔ آپ نے یہ آیات اسے پڑھ کر سنائیں اور کہا: آپ ہمارے ساتھ جنۃ البقیع (مدینہ طیبہ کے مشہور قبرستان کا نام) میں چلیں جہاں بہت شہداء ہیں۔ کسی ایک کی قبر پر کھڑے ہو کر سلام بُلاؤ۔ وُہ آپ کے سلام کا جواب دیں گے مگر آپ سن نہیں پائیں گے۔

ملازمت اختیار کرنا:

گریجوایشن کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب گاؤں کے ہو کر رہ گئے۔ کہیں نوکری نہ ملنے کے سبب لاہور شہر سے دور ایسے گاؤں میں رہتے تھے جہاں اخبار میسر نہیں تھا۔ اس لیے انہیں کسی بھی محکمہ میں خالی آسامیوں کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ جو کام اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے وُہ ہو کر رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک دوست محمد سلیم شیخ صاحب سنت نگر، لاہور میں رہتے تھے۔ جو پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں ملازم تھے۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں کلرکوں کی آسامیاں خالی ہوئیں تو ان کا اشتہار اخبار میں دیا گیا۔ جناب محمد سلیم شیخ صاحب آپ کے گاؤں ملاقات کرنے آئے اور پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں ملازمت کے لیے درخواست دینے کے بارے میں مشورہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے نوکری کی درخواست اپنے دوست جناب محمد سلیم صاحب شیخ کو ہی دے دی۔ انہوں نے ذمہ داری سے یونیورسٹی میں جمع کرادی۔ ڈاکٹر صاحب نے ٹیسٹ دیا۔ پاس ہوئے اور ملازمت مل گئی۔ آپ نے

20/اکتوبر 1972ء میں یونیورسٹی کی ملازمت اختیار کی۔

شادی واولاد:

ڈاکٹر صاحب کی شادی 27/اپریل 1976ء میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے آپ کو دو بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں: (1) محمد سلیم: جن کا تین سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (2) محمد اویس ندیم بھٹی: ان کی تعلیم بی۔اے ہے۔ جامعہ پنجاب، لاہور میں ملازمت کرتے ہیں۔ سب اولاد شادی شدہ ہے۔ بڑی بیٹی کے دو بیٹے (محمد طلحہ ارشد اور محمد عزیر) اور تین بیٹیاں ہیں۔ چھوٹی بیٹی کا ایک بیٹا (محمد ذکی) اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹے کی ایک بیٹی اور دو بیٹے (محمد احمد عیان اور محمد عبداللہ) ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ ان کے اہل خانہ کتب کی اشاعت کے لیے ان کی ہر قسم کی مدد اور مالی معاونت بھی کرتے ہیں۔

شرفِ بیعت:

آپ کے تین بڑے بھائی، فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے دست اقدس میں شرف بیعت حاصل کر چکے تھے۔ بڑے بھائی جناب محمد اسماعیل صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب نے 1982ء میں حضرت میاں جمیل صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ موصوف کا سارا خاندان حضرت صاحبزادہ میاں جمیل صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہے۔

خدمت لوح وقلم:

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ،

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی زیرِ سرپرستی ماہنامہ ''نورِ اسلام'' شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ کی اشاعت کے لیے ایک مشاورتی کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے ممبران کے نام یہ ہیں: (1) ماسٹر احمد علی شرقپوری صاحب (2) ابوالبقا قدر آفاقی صاحب (3) پروفیسر خالد بشیر صاحب (4) ملک محمد حیات صاحب مرحوم (5) حافظ محمد عالم صاحب (6) قاضی محمد نُور اللہ صاحب شرقپوری (7) صوفی اللہ رکھا صاحب (8) سعید احمد صدیقی صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری بھی اس مشاورتی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اس لیے آپ کے ان حضرات سے خوشگوار تعلقات ہیں۔

آپ میں تحریری میدان میں کام کرنے کا ذوق پیدا کرنے والے بزرگوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: (1) پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب مرحوم (2) پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب (3) قاضی ظہور احمد اختر صاحب (4) قدر آفاقی صاحب (6) محمد انور قمر شرقپوری مرحوم، (7) محمد منشاء تابش قصوری صاحب اور راقم السطور (محمد یٰسین قصوری شرقپوری)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سارا فیض آپ کے پیرو مرشد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔ آپ کی دعا سے ڈاکٹر صاحب تحریری میدان میں سرگرم ہیں۔ آپ نے پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب مرحوم کی زیرِ نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ صدیقی صاحب سے گزارش کی کہ کمیٹی کے ممبران کو لکھنا سکھائیں تاکہ ''نور اسلام'' کے لیے دوسروں سے مضامین لکھوانے کی محتاجی ختم ہو جائے اور ماہنامہ بروقت شائع کیا جاسکے۔ ڈاکٹر صاحب نے پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب مرحوم کی زیرِ نگرانی ماہنامہ ''نور اسلام'' کے لیے مضامین لکھنے شروع کیے۔ صدیقی صاحب نے ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری صاحب کی حوصلہ افزائی کی۔ اس طرح آپ تحریری میدان میں آگے بڑھے۔ آج موصوف انیس (19) کتابوں کے مصنف

ہیں۔ وہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ تمام تصانیف اپنی جیب سے شائع کروائیں۔
ڈاکٹر صاحب اس لحاظ سے بھی خوش نصیب ہیں کہ ان کی دو کتابوں (انوارِ شیر ربانی اور درسِ عمل) کی تقریب رونمائی زیر صدارت، زیر سرپرستی وزیر انتظام فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1) حضرت شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام عصر حاضر کے نام، مطبوعہ لاہور
......جون 1998ء

2) انوارِ شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ لاہور (پہلا ایڈیشن) اگست 1999ء
......انوارِ شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ لاہور (دوسرا ایڈیشن) فروری 2008ء

3) اسلام میں نماز کی اہمیت، مطبوعہ لاہور

4) نماز کی اہمیت، مطبوعہ لاہور مارچ 2002ء

5) شفاعت مصطفیٰ ﷺ، مطبوعہ لاہور اپریل 2002ء

6) حیاتِ شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ سنتِ نبوی کا بہترین مرقع، مطبوعہ لاہور
......اکتوبر 2002ء

7) درسِ عمل، سراپا سنت زندگانی حیاتِ شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ
......لاہور مارچ 2003ء

8) پیارے نبی ﷺ کی پیاری زندگی، مطبوعہ لاہور جون 2003ء

9) حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ،
......مطبوعہ لاہور فروری 2005ء

10) شمائل و معمولاتِ محمد مصطفیٰ ﷺ، مطبوعہ لاہور (پہلا ایڈیشن)، مارچ 2007ء

شمائل و معمولاتِ محمد مصطفیٰ ﷺ، مطبوعہ لاہور (دوسرا ایڈیشن)، مارچ 2015ء......

11) حالات و تعلیمات حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ،

مطبوعہ لاہور مئی 2007ء......

12) اوصافِ حمیدہ حضرت شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ

لاہور اکتوبر 2009ء......

13) تصرفات، کشف و کرامات حضرت شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ

لاہور اکتوبر 2011ء......

14) تجلیاتِ شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ (جلد اول)، مطبوعہ

لاہور نومبر 2011ء......

15) سوانح حیات حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ،

مطبوعہ لاہور فروری 2012ء......

16) حالات زندگی حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ،

مطبوعہ لاہور اکتوبر 2013ء......

17) فیضانِ فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ،

مطبوعہ لاہور دسمبر 2013ء......

18) تصرفات، کشف و کرامات حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی......

رحمۃ اللہ علیہ، جنوری 2014ء

19) تصرفات، کشف و کرامات فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری

نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوع لاہور اکتوبر 2014ء۔......

ملازمت سے ریٹائرمنٹ:

ڈاکٹر صاحب نے 20۔ اکتوبر 1972ء کو جامعہ پنجاب لاہور میں ملازمت اختیار کی اور 9۔ اکتوبر 2005ء کو 19 دن 10 ماہ اور 33 سال کی ملازمت مکمل کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اسسٹنٹ رجسٹرار کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ڈاکٹر صاحب تصنیف و تالیف میں مصروف ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''شمائل و معمولات مصطفےٰ ﷺ'' میں ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی نے تمام مندرجات کو شواہد اور دلائل کی روشنی میں پرکھ کر لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں انہوں نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے کام کیا ہے۔ کاوش مؤلف قابل ستائش ہے۔ امید ہے کہ وہ مزید جواہر ریزوں سے مستفید فرماتے رہیں گے۔ آئینہ سیرت مقدس پیشِ نظر رہے تو طالبان راہِ حق کو بھٹکنے کا احتمال نہیں رہتا۔ یہی آئینہ مؤلف نے پیش کیا ہے کہ ہر خاص و عام بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ اجرِ عظیم سے نوازے اور مسلمانوں کے لئے نافع و مفید بنائے۔ آمین ثُم آمین۔

خاک درشیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم و ادب E-35/k، شاہین کالونی،

والٹن روڈ، لاہور

فون : 0300-4455710

ہمدرد لائبریری

سنٹر فار اکیڈمک ریسرچ، ٹرانسلیشن بیورو، کراچی۔ 74600۔ پاکستان

بحوالہ: ب ا ح ا ل ۷ / ۲۰۰۷ء، کراچی: ۳۱ / مئی ۲۰۰۷ء

محترمی

السلام علیکم!

آپکی ارسال کردہ معتبر کتاب ''شمائل و معمولات مصطفیٰ ﷺ'' کی دو کاپیاں بیت الحکمہ، ہمدرد لائبریری میں موصول ہوئیں۔ یاد آوری کا بہت بہت شکریہ!

آپ نے جس کمال محنت اور جذبہ وعقیدت سے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو پر نظر ڈالی ہے، وہ یقیناً قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائیں۔

اس اہم کتاب کو بیت الحکمہ کے علمی خزانے میں شامل کر لیا گیا ہے، تا کہ اس معتبر کتاب سے زیادہ سے زیادہ قارئین استفادہ کر سکیں۔ آپکی عنایت و علم دوستی کا ایک بار پھر شکریہ!

(سید اختر علی)

چیف لائبریرین، بیت الحکمہ

جناب محترم ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری صاحب

زچہ بچہ ہیلتھ سنٹر بالمقابل M-47 گلبرگ III، لاہور۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مُخیّر شخصیت

جناب حاجی افتخار الحق مغل صاحب

حاجی افتخار الحق صاحب کا ایک شریف خاندان سے تعلق ہے اور دین اسلام، حضور ﷺ اور اولیاء اللہ سے ان کو دلی محبت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ سے دِلی لگاؤ کی وجہ سے مزارات پر حاضری ان کا معمول ہے۔ اپنی والدہ مرحومہ مغفورہ کی ہدایت کے مطابق حضرت شاہ عنایت ولی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری ان کا معمول ہے۔ اس طرح ان کو حضرت شاہ عنایت ولی رحمتہ اللہ علیہ سے اویسی نسبت ہے۔ اُن کے مزار پر جا کر جو بھی دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے پوری کرتا ہے۔ اپنی والدہ مرحومہ مغفورہ کی نصیحت کی روشنی میں راستے میں ہر آنے والی مسجد میں حسبِ توفیق چندہ ڈالتے ہیں۔ خفیہ اور ظاہرہ غربا، مساکین اور بیواؤں کی مدد فرماتے ہیں۔ کئی بیواؤں کا ماہانہ مقرر کر رکھا ہے۔ محلّہ کی مسجد میں باقاعدگی سے چندہ دیتے ہیں۔

حاجی صاحب کے دادا عید محمد مرحوم و مغفور موضع ستراہ ضلع سیالکوٹ سے کسی زمانہ میں نقلِ مکانی کر کے بھونڈ پورہ ٹمپل روڈ لاہور میں آباد ہو گئے اور بطور گورنمنٹ ٹھیکیدار اپنا کام شروع کیا اور بہت دولت کمائی۔ 1934ء میں بھونڈ پورہ ٹمپل روڈ لاہور سے نقل مکانی کر کے نیا مزنگ لاہور میں آباد ہوئے۔ ان کے بیٹے محمد اسماعیل مرحوم و مغفور نے اسماعیل کالونی چاہ جموں والا نیو سمن آباد لاہور کی 1959ء میں بنیاد رکھی۔ حاجی صاحب 24۔ اکتوبر 1959ء کو نیا مزنگ لاہور میں پیدا ہوئے۔ 1978ء میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول، سمن آباد، لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر اپنے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ 15۔ مارچ 1982ء

سے 1988ء تک سعودی عرب کے شہر دمام اور جموم میں رہے۔ وہاں پر تقریباً چالیس عمروں اور ایک حج اکبر کی سعادت حاصل کی۔ 17 جنوری 1991ء میں فرزانہ نامی لڑکی سے ان کی شادی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تین لڑکیاں عطا کی ہیں جو کہ زیر تعلیم ہیں۔ بڑی لڑکی کنزہ افتخار نویں جماعت کی طالبہ ہے۔ دو جڑواں لڑکیاں ریشم افتخار اور کومل افتخار کلاس سوم کی طالبات ہیں۔

حاجی صاحب کے والد محمد اسماعیل مرحوم و مغفور نیک سیرت انسان تھے۔ صوم و صلواۃ کے پابند تھے۔ اپنے پیشے میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ اُن کے کئی شاگرد آج بھی زندہ ہیں جو اُن کی یادوں کو اپنے سینوں میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ حاجی صاحب کے والد مرحوم و مغفور متشرع تھے اور نماز پنجگانہ پابندی سے ادا فرماتے تھے۔ اگر نماز کی ادائیگی کے وقت امام صاحب موجود نہ ہوتے تو امامت فرماتے۔ جیسے حاجی صاحب کے والد مرحوم و مغفور کی وفات ہوئی اس کو شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ اُن کی موت اس طرح واقع ہوئی کہ 7۔ اگست 1969ء بروز جمعرات اپنے ننیال موضع ستراہ ضلع سیالکوٹ اپنے ماموں کو ملنے کے لئے گئے عشاء کی نماز کی امامت کرائی اور جا کر مکان کی چھت پر سو گئے اور صبح کی نماز کی امامت کرنے کے لئے چھت سے اترتے ہوئے نیچے گر گئے۔ سر میں چوٹ ایسی گہری لگی کہ اس کی تاب نہ لاتے ہوئے 8۔ اگست 1969ء بروز جمعۃ المبارک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نیک لوگوں کا انجام بخیر ہوتا ہے۔

حاجی صاحب کی والدہ مسماۃ ریشم بی بی مرحومہ مغفورہ کا غربا و مساکین کی مدد کرنا معمول تھا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اُن کا شیوہ تھا۔ اُن کا دستر خوان بڑا وسیع تھا۔ ہر آنے والے سوالی کا سوال پورا کیا جاتا تھا۔ سخاوت کرنا اُن کا طرۂ امتیاز تھا۔ ہر ماہ دو دیگیں چاول پکوا کر تقسیم کرتی تھیں اور حضرت شاہ عنایت ولی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کرتی تھیں۔

حاجی صاحب کی والدہ مرحومہ مغفورہ کی موت کی داستان بھی قابلِ رشک ہے۔

خالقِ حقیقی سے ملنے سے کچھ عرصہ پہلے بیمار ہو کر بستر مرگ پر پڑ گئیں۔ یہ قانون قدرت ہے کہ ہر آنے والے کو واپس جانا ہے۔ 5۔ دسمبر 1996ء کو بروز جمعرات صبح گیارہ بجے کے قریب انہوں نے اپنی چھوٹی بہو روبینہ اور حاجی صاحب کو اپنے پاس بلایا اور اپنی بہو کو کہا کہ فلاں رنگ کا مکمل سوٹ لے کر آئے۔ جب وہ سوٹ لے کر آئیں تو سوٹ کے دوپٹے کا رنگ مختلف تھا اس کو انہوں نے واپس کر دیا اور کہا کہ ایک ہی رنگ کا سوٹ لے کر آئیں جب وہ دوبارہ سوٹ لے کر آئیں تو کہا کہ اس کو ان کے سرہانے رکھ دیں اور یہ وصیت فرمائی کہ یہ سوٹ اس عورت کو دیا جائے جو ان کو غسل دے گی۔ پھر مرحومہ اپنے بیٹے حاجی صاحب سے فرمانے لگیں کہ پانچ روپے اپنی جیب سے نکالیں اور دوپٹے کے ساتھ باندھ دیں تو حاجی صاحب نے پوچھا امی جان! یہ پیسے کس کو دینے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ راستے میں راہداری کے لیے ہیں اور پانچ روپے مرحومہ نے اپنی جیب سے نکالے اور حاجی کو پکڑا دیے اور فرمایا کہ یہ دس روپے غسل دینے والی عورت کو دیے جائیں حاجی صاحب نے اصرار کیا کہ وہ زیادہ روپے غسل دینے والی عورت کو دیں گے لیکن مرحومہ نے کہا کہ اتنے کافی ہیں حاجی صاحب نے کہا امی جان! ایسا کیوں کیا جا رہا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا سے ایک دن جانا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت خوش ہیں کہ اس کے سارے بچے شادی شدہ ہیں اور وہ اپنے گھروں میں آباد و شاد ہیں۔ حاجی صاحب رونے لگے تو انہوں نے کہا کہ وقت بہت کم ہے رونے کا وقت نہیں اپنے ماموں حاجی محمد طفیل کو بلا کر لاؤ۔ حاجی صاحب ان کو بلانے کے لیے نیا مزنگ لاہور چلے گئے اور ماموں حاجی محمد طفیل کو لے کر واپس آئے تو حاجی محمد طفیل نے دروازے میں داخل ہوتے ہی معافی کی درخواست کی تو فرمانے لگیں کہ اسی لیے میں نے تمہیں بلایا ہے اس دوران آپ کی تمام بیٹیاں اور بیٹے جمع ہو گئے۔ ان کی چھوٹی بہن عزیز بیگم بھی آ گئیں۔ مرحومہ کی صاحبزادی سرور سلطانہ نے سب کی طرف سے معافی طلب

کی تو انہوں نے سب بچوں کو معاف کر دیا۔ حاجی صاحب کو وصیت کی کہ آج جمعرات ہے اور آج ہی رات کو ان کو سپردِ خاک کیا جائے اور اُن کے بیٹے انہیں قبر میں اتاریں۔ انہوں نے اپنی چھوٹی بہن عزیز بیگم کو کہا ان کے پاؤں سیدھے کریں۔ انہوں نے مرحومہ کے پاؤں سیدھے کیے۔ مرحومہ نے قبلہ کے رخ خود ہی اپنے منہ کو موڑ لیا اور آنکھیں بند کر لیں' ان کے ہونٹ حرکت کر رہے تھے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کلمہ شریف پڑھ رہی تھیں اس حالت میں ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ان کی موت کی خبر سن کر محلّہ میں کہرام مچ گیا' پورا محلّہ ان کی موت پر سوگوار تھا وصیت کے مطابق ان کو اسی روز (جمعرات) شام کو یعنی 5 دسمبر 1996ء کو قبرستان نیا مزنگ لاہور میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اور وصیت کے مطابق ان کی میت کو ان کے بیٹوں نے لحد میں اتارا۔

مَیں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے حاجی افتخار الحق صاحب کو دن دگنی رات چوگنی ترقی سے نوازے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

احقر

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

حال مقیم زچہ بچہ ہیلتھ سنٹر بھابڑہ،

بالمقابل M-47 گلبرگ III لاہور (پاکستان)

موبائل: 0300/4355778

محررہ: جمعۃ المبارک 11۔ صفر المظفر 1428 ہجری

2۔ مارچ 2007ء

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حمد باری تعالیٰ

بنائے اپنی حکمت سے زمین و آسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دنیا پر
کیے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہو کر ہمیں اپنا نشاں تو نے

محمد مصطفیٰ کی رحمۃ للعالمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف اور احساں کی شاں تو نے

دیا اپنے کرم سے ریزہ مور ناتواں کو بھی
لگائے گر سلیماں کے لیے نعمت کے خواں تو نے

مئے لاتقنطوا کے نشے میں سرشار رہتا ہوں
سیہ مستوں کو بخشی ہے حیات جاوداں تو نے

(مولانا ظفر علی خان)

نعت شریف

سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں
لیکن آقا کا منصب جدا ہے
وہ امام صف انبیاء ہیں
ان کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے
کوئی لفظوں میں کیسے بتا دے
ان کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے
صرف اللہ ان سے بڑا ہے
وہ جو اک شہر نور الھدیٰ ہے
جلوہ گاہوں کا اک سلسلہ ہے
جس کی ہر صبح شمس الضحےٰ ہے
جس کی ہر شام بدر الدجےٰ ہے
نام جنت کا تم نے سنا ہے
میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
میں یہاں سے تمہیں کیا بتا دوں
ان کی نگری کی گلیوں میں کیا ہے
مستقل ان کی چوکھٹ عطا ہو
میرے معبود یہ التجا ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں
باب جبریل میرا پتہ ہے

(فصیح الدین سہروردی)

شجرہ نسب نبوی ﷺ

ابولقاسم، محمد (رسول اللہ ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبۃ الحمد) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف (المغیرۃ) بن کلاب بن مُرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن النضر (قیس) بن کنانہ، بن خزیمہ بن مدرکۃ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان مدرکہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، ابن حزم نے عامر لکھا ہے، مگر ابن سعد وغیرہ نے عمرو نقل کیا ہے۔

اس حد تک تو نسب خود رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے اور اس سے اوپر کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: یعنی نسب بتانے والے جھوٹے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے نسب کے سلسلے میں عدنان تک تو سب متفق ہیں، لیکن اس سے اوپر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام تک ماہرین انساب میں اختلاف ہے کہ کتنی پشتیں ہیں۔ اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض نساب، نسب بیان کرتے وقت اوپر کے صرف نامور اور مشہور آباؤ اجداد کا ذکر کر دیتے ہیں اور کم مشہور افراد کو درمیان سے حذف کر دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سلسلہ نسب کی ہی ایک کڑی، جس سے آپ ﷺ کا سلسلہ پیدائش مربوط ہے، نجابت و شرافت اور عزت و نیک نامی کا پیکر ہے۔ آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد اور اُمہات، یعنی والدہ ماجدہ، نانیاں اور دادیاں نہایت پاکباز، نیک اور باوقار خواتین تھیں۔ آپ ﷺ کا سارا سلسلۂ نسب محترم اور نامور بزرگوں پر مشتمل ہے۔ وہ سب کے سب سردار اور قائد تھے اور معاشرے میں بڑی معزز اور محترم حیثیت رکھتے تھے۔ شرافت نسبی آپ کی امتیازی خصوصیت ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 52_51)۔

حلیہ مبارک:

آنحضرت ﷺ کے حلیہ شریف کے بیان میں عرض مدعا سے پیشتر قارئین کرام کی آگاہی کیلئے امور ذیل کا بتادینا ضروری ہے۔

۱۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ کمال خُلق کی طرح کمال خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور ﷺ کا مثل پیدا نہیں کیا اور نہ کرے گا۔

۲۔ جن بزرگوں نے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا ہے۔ انہوں نے اگرچہ حضور ﷺ کے اوصاف کے بیان میں حسب طاقت بشری بلیغ انواع بلاغت و اکمل قوانین فصاحت سے کام لیا ہے، مگر غایت جسے وہ پہنچے ہیں یہی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی صفات کی صرف ایک جھلک کا ادراک کیا ہے اور حقیقت وصف کے ادراک سے عاجز رہ گئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ صورت وصف کو پیش کر سکے ہیں نہ حقیقتِ وصف کو۔ کیونکہ حقیقتِ وصف حضور کی خالقِ بے چوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام قرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) نے کتاب الصلوٰۃ میں کسی عارف کا کیا اچھا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کامل حسن ہمارے لئے ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی تاب نہ لاسکتیں۔

۳۔ حضور کے اوصاف کے بیان میں جو تشبیہات وارد ہوئی ہیں۔ وہ صرف لوگوں کے سمجھانے کیلئے حسب عرف و عادت شعراء استعمال ہوئی ہیں کیونکہ حقیقت میں مخلوقات میں سے کوئی شئے آپ کی صفات خَلقیہ وخُلقیہ کے مماثل و معادل نہیں۔

۴۔ اعضائے شریف میں توسط و اعتدال جو حسن و جمال کا مدار اور فضل و کمال کا مبنیٰ

ہے۔ بطور کلیہ ہر جگہ ملحوظ ہے۔

چہرہ مصطفےٰ ﷺ اصل میں قرآن ہے عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

روئے مبارک:

حضور اقدس ﷺ کا روئے مبارک جو جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا۔ پر گوشت اور کسی قدر گول تھا۔ اسی روئے مبارک کو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے ہی پکار اٹھے تھے۔ ''اُن کا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں'' اور ایمان لائے تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے بڑھ کر خوبرو اور خوش خو تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا۔ آپ سرخ دھاری دار حلہ پہنے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ کی طرف بیشک میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کیا ہے کہ میں سحر کے وقت کپڑے سی رہی تھی۔ مجھ سے سوئی گر پڑی۔ میں نے ہر چند تلاش کی۔ مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ کے روئے مبارک کے نور کی شعاع میں وہ سوئی نظر آئی۔ میں نے یہ ماجرا آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ''اے حمیرا سختی و عذاب ہے (تین دفعہ فرمایا) اس شخص کے لئے جو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے محروم کیا گیا''۔

حافظ ابو نعیم (متوفی ۴۳۰ھ) نے بروایت عباد بن عبد الصمد نقل کیا ہے کہ اس نے کہا۔ کہ ہم حضرت انس بن مالک کے ہاں آئے۔ آپ نے کنیز سے کہا۔ کہ دستر خوان لا۔ تا کہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ رومال لا۔ وہ ایک میلا رومال لائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تنور گرم کر۔ اس نے تنور گرم کیا۔ پھر آپ کے حکم سے رومال اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ اپنے روئے مبارک کا مسح فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے ہم یوں صاف کر لیتے ہیں۔ کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے روئے مبارک پر سے گزری ہو۔ اعلحضرت فرماتے ہیں:

چاند سے منہ پر تاباں درخشاں درود — نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پر لاکھوں سلام

جس کے آگے چراغ قمر جھلملائے — ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

چشمانِ اقدس:

آپ کی مبارک آنکھیں بڑی اور قدرتِ الٰہی سے سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے۔ کتب سابقہ میں یہ بھی آپ کی ایک علامتِ نبوت تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب آپ نے ۲۵ سال کی عمر شریف میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی طرف سے ان کے غلام میسرہ کیساتھ تجارت کے لئے ملک شام کا سفر کیا۔ اور بصرٰے میں نسطور راہب کے عبادتخانہ کے قریب ایک درخت کے نیچے اترے۔ تو راہب مذکور نے میسرہ سے حضور کی نسبت یہ سوال کیا۔ "کیا ان کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا۔ ہاں۔ اور وہ سرخی آپ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔

غزوۂ احزاب میں خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر حائل ہو گیا تھا جسے حضور ﷺ نے کدال کی تین ضربوں سے اڑا دیا۔ پہلی ضرب پر فرمایا۔ کہ میں یہاں سے شام کے سرخ

محلات دیکھ رہا ہوں۔ دوسری ضرب پر فرمایا کہ میں یہاں سے کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ تیسری ضرب پر فرمایا کہ اس وقت میں یہاں سے ابوابِ صنعاء کو دیکھ رہا ہوں۔ اسی طرح جب غزوۂ موتہ میں حضرات زید بن حارثہ و جعفر بن ابی طالب و عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ تو حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بیان فرما رہے تھے۔ امام اہل سنت رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا:

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود — اونچی بینی کی رفعت پر لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی — آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
ان کی آنکھوں پر وہ سایہ افگن مژہ — ظلہ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ابرو مبارک:

آپ کی بھویں دراز و باریک تھیں۔ اور درمیان میں دونوں اس قدر متصل تھیں۔ کہ دور سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت حرکت میں آجاتی اور خون سے بھر جاتی۔

بینی مبارک:

آپ کی ناک مبارک خوبصورت اور دراز تھی اور درمیان میں ابھراؤ نمایاں تھا اور بنِ بینی (عِرنین) پر ایک نور درخشاں تھا۔ جو شخص بغور تامل نہ کرتا اسے معلوم ہوتا کہ بلند ہے۔ حالانکہ بلند نہ تھی۔ بلندی تو وہ نور تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھا۔

پیشانی مبارک:

آپ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ اور چراغ کی مانند چمکتی تھی چنانچہ حضرت

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے:

جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی

گوش مبارک:

آپ کے ہر دو گوش مبارک کامل و تام تھے۔ قوت بصر کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت سمع بھی بطریق خرقِ عادت درجہ کی عطا کی تھی۔ اسی واسطے آپ صحابہ کرام سے فرماتے کہ میں جو دیکھتا ہوں، تم نہیں دیکھ سکتے۔ اور میں جو سُنتا ہوں، تم نہیں سن سکتے۔ میں تو آسمان کی آواز بھی سن لیتا ہوں۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں:

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان   کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
میں کہوں یا نبی وہ کہیں امتی   امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

دہن اقدس اور لعاب مبارک:

منہ مبارک فراخ۔ رخسار مبارک ہموار۔ دندان ہائے پیشین کشادہ اور روشن و تاباں جب آپ کلام فرماتے۔ تو دندان ہائے پیشین میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ بزار (متوفی ۲۹۲ھ) و بیہقی نے بروایت ابو ہریرہؓ نقل کیا ہے کہ جب آپ ضحک فرماتے۔ تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی۔

حضور کے منہ مبارک کا لعاب زخمی اور بیماروں کے لئے شفا تھا۔ چنانچہ فتح خیبر کے دن آپ نے اپنا لعاب دہن حضرت علیؓ المرتضیٰ کی آنکھوں میں ڈال دیا۔ تو وہ فوراً تندرست ہو گئے۔ گویا درد چشم کبھی ہوا ہی نہ تھا۔

غارِ ثور میں حضرت صدیق اکبرؓ کے پاؤں کو کسی چیز نے کاٹ کھایا۔ حضور ﷺ نے

اپنا لعاب دہن زخم پر لگایا اسی وقت درد جاتا رہا۔

حضرت رفاعہ بن رافع کا بیان ہے کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا اور وہ پھوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا اور دعا فرمائی۔ پس مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہوگئی۔

حضرت محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی اور وہ جل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور دعا کی۔ وہ ہاتھ چنگا ہوگیا۔

حضرت عمرو بن معاذ بن جموح انصاری کا پاؤں کٹ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ وہ اچھا ہوگیا۔ حضرت ابوقتادہ انصاری بیان کرتے ہیں۔ کہ غزوۂ ذی قرد (محرم ۷ھ) میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے چہرے میں یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک تیر لگا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نزدیک آؤ۔ میں نزدیک ہوا تو آپ نے اس پر لعاب دہنِ لگا دیا۔ اس روز سے مجھے کبھی تیر و تلوار نہیں لگی اور نہ خون نکلا۔ امام اہل سنت نے فرمایا:

وہ زبان جس کی ہر بات وحی خدا   چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرہ جان بنے   اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

زبان مبارک:

آپ افصح الخلق تھے اور فصاحت میں خارقِ عادت حد کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کے جوامعِ کلِم۔ بدائعِ حِکَم۔ امثالِ سائرہ۔ درر منثورہ قِضایائے محکمہ وِصایائے مبرمہ اور مواعظ و مکاتیب و مناشیر مشہور آفاق ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام تمہارے کلام کی مانند نہ تھا۔ کہ بوجہ عجلت سامع پر ملتبس ہو۔ بلکہ آپ کا کلام واضح اور مبیّن ایسا تھا۔ کہ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر

لیتا۔ حضرت ام معبد نے جو آپ کا حلیہ شریف بیان کیا ہے۔ اس میں یوں ہے۔ ''آپ کا کلام شیریں۔ حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ۔ گویا آپ کا کلام لڑی کے موتی ہیں جو گر رہے ہیں''۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

آواز مبارک:

تمام انبیائے کرام خوبرو اور خوش آواز تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ ان سب سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز تھے۔ آپ کی آواز میں ذرا گرانی پائی جاتی تھی۔ جو اوصاف حمیدہ میں شمار ہوتی ہے۔ خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک آپ کی آواز شریف پہنچتی اور کسی کی آواز نہ پہنچتی تھی۔ بالخصوص خطبوں میں آپ کی آواز شریف گھروں میں پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا۔ کہ خطبہ سننے کے لئے بیٹھ جاؤ۔ اس آواز کو حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے جو شہر مدینہ میں قبیلہ بنی غنم میں تھے سن لیا۔ اور ارشاد نبوی کی تعمیل میں وہیں اپنے مکان میں دوزانو ہو بیٹھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن معاذ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منیٰ میں خطبہ پڑھا۔ جس سے ہمارے کان کھل گئے۔ یہاں تک کہ ہم اپنی اپنی جگہ پر آپ کا کلام مبارک سنتے تھے۔ حضرت ام ہانی فرماتی ہیں کہ ہم آدھی رات کے وقت حضور ﷺ کی قرأت سنا کرتے تھے۔ حالانکہ میں مکان کے اندر چارپائی پر ہوا کرتی تھی۔

خندہ و گریہ مبارک:

حضور اقدس ﷺ عموماً تبسّم فرمایا کرتے تھے۔ تبسّم مبادیٔ ضحک سے ہے۔ اور

ضحک کے معنی چہرہ کا انبساط ہے۔ یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں۔ اگر آواز کے ساتھ ہو۔ اور دور سے سنا جائے۔ اسے قہقہہ کہتے ہیں۔ اگر آواز تو ہو۔ اور دور سے نہ سنا جائے تو ضحک کہتے ہیں۔ اگر بالکل آواز نہ پائی جائے تو اسے تبسّم بولتے ہیں۔ پس یوں سمجھئے کہ حضور ﷺ اکثر اوقات تبسّم کی حد سے تجاوز نہ فرماتے۔ شاذ و نادر ضحک کی حد تک پہنچتے۔ کیونکہ کثرتِ ضحک دل کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور قہقہہ کبھی نہ مارتے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

سرِ مبارک:

سر مبارک بڑا تھا۔ یہ وہی سر مبارک ہے کہ جس پر قبل بعثت بطریق ارہاص و کرامت، گرما میں بادل سایہ کئے رہتا تھا۔ چنانچہ جب آپ مائی حلیمہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔ تو وہ آپ کو کسی دور جگہ نہ جانے دیتی تھیں۔ ایک روز وہ غافل ہو گئیں۔ اور حضور ﷺ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھ دوپہر کے وقت مویشیوں میں تشریف لے گئے۔ مائی حلیمہ تلاش میں نکلیں۔ آپ کو شیماء کے ساتھ پایا کہنے لگیں۔ ایسی تپش میں؟ شیماء بولی۔ ''اماں جان! میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی۔ مَیں نے دیکھا۔ کہ بادل آپ پر سایہ کرتا تھا۔ جب آپ ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا۔ اور جب آپ چلتے تو وہ بھی چلتا۔ یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم اس جگہ آ پہنچے ہیں''۔ مائی حلیمہ نے پوچھا۔ بیٹی! کیا یہ سچ ہے۔ شیماء نے جواب دیا ''ہاں خدا کی قسم'' اسی طرح جب آپ بارہ برس کی عمر شریف میں اپنے چچا ابو طالب اور دیگر شیوخِ قریش کے ساتھ ملک شام میں تشریف لے گئے تو بحیرا راہب کے عبادت خانے کے قریب اترے۔ اس راہب نے آپ کو پہچان لیا۔ اور کھانا تیار کر کے لایا۔ اور آپ کو بلوایا۔ پس آپ تشریف لائے۔ اور آپ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا۔

گردن مبارک:

گردن مبارک کیا تھی گویابتِ عاج کی گردن تھی۔ چاندی کی مانند صاف۔

ہاتھ اور بازو مبارک:

کفِ دست اور بازو مبارک پُر گوشت تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے کسی ریشم یا دیبا کو آپ کے کف مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

سینہ و قلب مبارک:

آپ کا سینہ مبارک کشادہ تھا۔ آپ کا قلب شریف پہلا قلب شریف ہے جس میں اسرارِ الٰہیہ اور معارفِ ربّانیہ ودیعت رکھے گئے۔ کیونکہ آپ بوجود صورت نوری سب سے پہلے پیدا کئے گئے۔ صدر معنوی کی شرح اور قلب اقدس کی وسعت کا بیان طاقت بشری سے خارج ہے۔ چار دفعہ فرشتوں نے آپ کے صدر مبارک کو شق کیا۔ اور قلبِ شریف کو نکال کر دھویا۔ اور اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا۔ امام اہل سنت نے فرمایا:

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے وراہے مگر یوں کہوں غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

نقطہ سِرِّ وحدت پہ یکتا درود مرکز دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

شکم اطہر:

آپ سواء البطن والصدر تھے۔ یعنی آپ کا شکم اور سینہ مبارک ہموار و برابر تھے۔ نہ تو شکم سینہ سے اور نہ سینہ شکم سے بلند تھا۔ حضرت ام ہانی فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

کے شکم مبارک کو دیکھا۔ گویا کاغذ ہیں ایک دوسرے پر رکھے ہوئے اور تہ کئے ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ کا بول و براز بلکہ تمام فضلات پاک تھے جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا　　　اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

پشت مبارک:

آپ کی پشتِ مبارک ایسی صاف وسفید تھی۔ کہ گویا پگھلائی ہوئی چاندی ہے ہر دو شانہ کے درمیان ایک نورانی گوشت کا ٹکڑا تھا۔ جو بدن شریف کے باقی اجزاء سے ابھرا ہوا تھا۔ اسے مہر نبوت یا خاتم نبوت کہتے تھے۔ کتب سابقہ میں آپ کی علامات نبوت میں ایک یہ بھی مذکور تھی۔ حلیہ مبارک بیان کرنے والوں نے اس کی ظاہری شکل وصورت کے بیان کرنے میں اسے کئی چیزوں (مثلاً بیضہ کبوتر یا تکمہ چھپر کھٹ یا گروہ گوشت سرخ وغیرہ) سے تشبیہ دی ہے۔ تا کہ لوگ سمجھ لیں۔ سچ پوچھو تو یہ ایک سِرِ عظیم اور نشان عجیب تھا۔ جو آنحضرت ﷺ سے مختص تھا۔ جس کی حقیقت کو رب العزت کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ امام عصر نے فرمایا:

روئے آئینہ علم پشت حضور　　　پشتیِ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

پاؤں مبارک:

ہر دو پائے مبارک سطبر و پُر گوشت اور خوبصورت ایسے کہ کسی انسان کے نہ تھے۔ اور نرم وصاف ایسے کہ ان پر پانی ذرا بھی نہ ٹھہرتا بلکہ فوراً گر جاتا۔ ایڑیاں کم گوشت۔ ہر دو ساق مبارک باریک وسفید ولطیف گویا شحم النخل یعنی کھجور کا گابھا ہیں۔ جب آپ چلتے تو قدم مبارک کو قوت وتثبت اور وقار وتواضع سے اٹھاتے۔ جیسا کہ اہل ہمت وشجاعت کا قاعدہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چلنے میں مَیں نے آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا آپ کے لئے زمین لپٹتی جاتی تھی۔ ہم دوڑا کرتے اور تیز چلنے

میں مشقت اٹھاتے۔ اور آپ بآسانی و بے تکلف چلتے۔ مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے۔ بعض دفعہ حضور ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ چلنے کا قصد فرماتے تو اس صورت میں اصحاب آپ کے آگے ہوتے اور آپ عمداً ان کے پیچھے ہوتے اور فرماتے کہ میری پیٹھ فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو۔ مجدد وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جسم بے سایہ اور قد مبارک:

آپ نہ بہت دراز تھے نہ کوتاہ قد۔ بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ بہت دراز قد نہ تھے اور مائل بہ درازی ہونے کے سبب اوسط قد سے زیادہ تھے۔ مگر جب لوگوں کے ساتھ ہوتے۔ تو سب سے بلند و سرفراز ہوتے۔ حقیقت میں یہ آپ کا معجزہ تھا۔ کہ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے۔ اور جب اَوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے۔ تا کہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

رنگ مبارک:

رنگ مبارک گورا اور روشن و تاباں۔ مگر اس میں کسی قدر سرخی ملی ہوئی تھی۔ بعض روایتوں میں جو آپ کو اسمر اللون یعنی گندم گوں لکھا ہے۔ اس سے بھی یہی مراد ہے۔

بدن مبارک و بوئے خوش:

آپ کی جلد مبارک نرم تھی۔ ایک وصف ذاتی حضور میں یہ تھا کہ خوشبو لگائے بغیر آپ سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ کوئی خوشبو اس کو نہ پہنچ سکتی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ تو مَیں نے غور سے آپ کی طرف نگاہ کی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہیں۔ اور آپ سے تیز بو کستوری کی طرح خوشبو آرہی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے کسی کستوری یا عبیر کو بوئے رسول اللہ ﷺ سے خوشتر نہ پایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ مَیں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے۔ مَیں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس کوئی خوشبو نہیں۔ آپ کچھ عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے پاس موجود نہیں۔ مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ ڈالنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا۔ کہ اسے لے جا۔ اپنی بیٹی سے کہہ دینا۔ کہ اِس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی۔ تمام اہلِ مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی۔ یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر ہو گیا)۔ امام وقت نے فرمایا

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا — موج بحر سماعت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال — ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم | اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

صاحب رجعت شمس و شق القمر | نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

موئے مبارک:

سر مبارک کے بال نہ تو بہت گھونگروالے تھے۔ اور نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بین بین تھے۔ ان بالوں کی درازی میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ کانوں تک۔ کانوں کے نصف تک۔ کانوں کی لو تک۔ شانہ مبارک کے نزدیک تک۔ شانوں تک۔ ان سب روایتوں میں تطبیق یوں ہے۔ کہ ان کو مختلف اوقات واحوال پر محمول کیا جائے۔ یعنی جب آپ کٹوادیتے تو کان تک رہ جاتے۔ پھر بڑھ کر نصف گوش یا نرمۂ گوش یا شانہ تک پہنچ جاتے۔ اگر موئے مبارک خود بخود پراگندہ ہو جاتے۔ تو آپ ان کو دو حصے بطور مانگ کر لیتے۔ اور اگر از خود نہ بکھرتے۔ تو بحال خود رہنے دیتے۔ اور بہ تکلف مانگ نہ نکالتے۔

ڈاڑھی مبارک گھنی تھی۔ اسے کنگھی کرتے اور آئینہ دیکھتے۔ اور سونے سے پہلے آنکھوں میں تین تین بار سرمہ ڈالتے۔ مونچھ مبارک کو کٹوایا کرتے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ یعنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کٹواؤ۔ اخیر عمر شریف میں آپ کی ریش مبارک اور سر مبارک میں قریباً بیس بال سفید تھے۔ گلے اور ناف کے درمیان بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ اس کے سوا شکم مبارک اور پستانِ مبارک پہ بال نہ تھے۔ دونوں بازوؤں اور شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ میں بال زیادہ تھے۔ (سیرت رسول عربی، از علامہ نور بخش صاحب توکلی، تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور، کراچی۔ پنڈی)

عائلی زندگی

عورت کو شادی کے لئے تیار کرنا:

حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کے لئے تیار کیا۔ اُن کے سر پر کنگھی کی اور اُنہیں خوشبو لگائی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ص: 680)

حق مہر:

حق مہر ادا کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کا جب اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا تو پانچ سو درہم طلائی قرار پایا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ص: 583)

نکاح:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو جھکاتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم: کتاب النکاح: باب 31)۔

آنحضرت ﷺ کے تمام اجداد و جدات کے نکاح سنت ابراہیمی کے مطابق انجام پائے تھے۔ اسلام نے سنت ابراہیمی کے نکاح کے طریقے کو رائج رکھا اور اسلام نے نکاح کی تمام بیہودہ رسموں کو ختم کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے نکاح کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اسے اپنی سنت قرار دیا اور اس کے تارک کو وعید سنائی کہ وہ ہم سے نہیں۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں مجرد رہنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایک اور روایت میں نکاح کو تکمیل ایمان کا ذریعہ

قرار دیا گیا ہے انہی روایات کی بنا پر فقہا نے لکھا ہے کہ جذبات میں ہیجانی کیفیت اور نکاح کی قدرت ہونے پر نکاح فرض، بدکاری میں مبتلا ہونے کے اندیشے پر واجب اور حالت اعتدال میں نکاح سنت مؤکدہ (مگر نفل نماز سے افضل) ہے نکاح کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ نکاح جمعہ کے دن مسجد میں سادگی کے ساتھ کیا جائے (مختصر اُردو دائرہ معارف اسلامیہ: دانش گاہ پنجاب لاہور: ص 862) سیرت نگاروں کی متفقہ رائے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حرم میں بارہ خواتین آئیں۔

جب نکاح کیا جائے تو یہ تصور پیش نظر رہنا چاہیئے کہ حضور ﷺ کی سنت مبارکہ کی ادائیگی کی جارہی ہے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

نکاح کے موقع پر چھوارے بانٹنا:

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کی رسم مسجد نبوی شریف میں نہایت سادہ طریقے سے ادا ہوئی اور نکاح کے بعد حاضرین کو شہد کا شربت اور کھجوریں تقسیم کی گئیں۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ص: 729)

براتیوں کو کھانا کھلانا:

نبی کریم ﷺ اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب نکاح ہوا تو مجلس نکاح کے اختتام پر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اٹھنے لگے تو نجاشی نے کہا کہ بیٹھ جائیے۔ سب لوگ کھانا کھا کر جائیں گے اور یہ بھی کہا کہ نکاح کے موقع پر کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ (معارف الحدیث کتاب المناقب والفضائل، حصہ ششم، ص 334)۔

براتیوں کو کھانا کھلاتے وقت یہ تصور پیش نظر رہنا چاہیئے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت کی ادائیگی ہو رہی ہے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب مل سکے۔

ولیمہ کرنا:

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ولیمہ کرنا چاہئے اگرچہ ایک بکری ہی ذبح کی جائے۔ (بخاری شریف مترجم: جلد سوم: کتاب النکاح: حدیث نمبر 153)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی زوجہ مطہرہ کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش) کا کیا تھا۔ یہ ولیمہ آپ ﷺ نے ایک بکری ذبح کر کے کیا تھا۔ (بخاری شریف: جلد سوم: کتاب النکاح: حدیث نمبر 154)۔ ولیمہ کرتے وقت حضور ﷺ کی سنت مبارک پیش نظر ہونی چاہیئے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

عقیقہ کرنا:

سنت ابراہیمی کے مطابق عربوں، بالخصوص قریش مکہ میں عقیقہ کا رواج تھا۔ چنانچہ جناب عبدالمطلب نے ساتویں دن اپنے لاڈلے پوتے کا عقیقہ کیا۔ اس موقع پر جانور ذبح کر کے قریش کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ کھانے کے بعد قریش نے پوچھا اے عبدالمطلب! آپ نے اپنے جس بیٹے کیلئے ضیافت کی ہے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے ان کا نام "محمد" رکھا ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 69)۔

جب حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات روز کے ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کا عقیقہ کیا جس میں ایک مینڈھا ذبح ہوا۔ ابو ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ حجام تھے) نے بال اُتارے۔ ان بالوں کا وزن کر کے ان کے برابر چاندی مساکین میں صدقہ کی گئی اور بال زمین میں دفن کر دیئے گئے اور اُسی دن نام بھی رکھا گیا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، ص 379)

عقیقہ کرتے وقت سنت نبوی ﷺ پیش نظر ہونی چاہیئے تاکہ سنت کی ادائیگی کا

ثواب حاصل ہو جائے۔

ختنے کرنا:

ابن سعد نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کی رو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ تیرہ سال کی عمر میں ہو چکا تھا۔ اس حدیث سے بظاہر اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں ختنہ کی رسم رائج تھی۔ یہ بات مسلم ہے کہ ختنہ قبل از اسلام کی ان رسوم میں سے ہے جو حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہ السلام کی باقیات میں سے ہیں۔ احادیث میں جہاں دین فطرت کے خصائل کا بیان آیا ہے وہاں دوسرے امور کے ساتھ ختنہ کا بھی ذکر موجود ہے (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ: دانش گاہ پنجاب لاہور: ص 322)

ختنہ کرتے وقت سنت نبوی ﷺ پیش نظر ہونی چاہیئے تا کہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

اولاد سے محبت کرنا:

اولاد سے محبت کرنا نہ صرف فطری تقاضا ہے بلکہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔

یوں تو آپ ﷺ کے دل میں بنی نوع انسان کے لیے محبت و شفقت کے والہانہ جذبات پائے جاتے ہیں مگر چونکہ فطری طور پر انسان اپنے اہل و عیال اور قبیلہ کی نسبت سے پہچانا جاتا ہے، اسی بنا پر آپ ﷺ نے اپنی اولاد سے محبت اور شفقت کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا۔ آپ ﷺ اپنے بچوں کو گود میں اٹھا لیتے۔ بعض اوقات کندھے پر بٹھا لیتے، سواری پر ہوتے تو اپنے آگے پیچھے انہیں سوار کر لیتے، ان کی پیشانی چومتے اور انہیں خیر و برکت کی دعا دیتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 261)۔ اولاد سے محبت کرتے وقت سنت رسول اللہ ﷺ پیش نظر

رکھی جائے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا:

آپ ﷺ ان والدین کی تعریف فرماتے جو اپنی اولاد بالخصوص بچیوں کے لیے تکلیف جھیلتے اور انہیں آسائش بہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کو بچوں کی تعلیم و تربیت کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان والدین کو جو بالخصوص تین (یا دو) بچیوں کی تعلیم و تربیت کا اچھی طرح حق ادا کر کے ان کا مناسب گھرانوں میں نکاح کر دیتے ہیں، انہیں جنت میں داخلے کی بشارت دی ہے۔ آپ ﷺ کے نزدیک والد کا اپنے بچوں کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، 273-272)۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ حدیث پیش نظر رکھی جائے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

اعزہ و اقارب سے حسن سلوک کرنا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی حقیقی ماں کی طرح سمجھا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب مدینہ منورہ میں انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے نہ صرف ان کی نماز جنازہ پڑھائی بلکہ آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتار کر انہیں پہنائی۔ ان کی قبر میں کچھ دیر کے لیے لیٹے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے آج جو بات کی ہے ہم نے اس سے قبل کبھی ایسا کرتے نہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو طالب کے انتقال کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ کوئی شفیق اور مہربان نہ تھا۔ میں

نے انہیں اس لیے اپنی قمیض پہنائی ہے تاکہ وہ جنت کے زیور پہنیں اور میں ان کی قبر میں کچھ دیر کیلئے اس لیے لیٹا ہوں تاکہ ان پر آسانی رہے، (سیرت خیرالانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: دانش گاہ پنجاب لاہور: ص 263- 264)

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوش میں پالا۔ جوان ہونے پر اپنی سب سے زیادہ لاڈلی اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیاہ دیا۔ ان کی اولاد کو اتنا پیار اور اتنی شفقت دی کہ اولاد سے محبت وشفقت کی ایک نئی تاریخ رقم ہوئی۔ اس طرح ان کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ حقیقی بہنوں جیسا سلوک فرماتے تھے عموماً دوپہر کو ان کے گھر یا ان کی والدہ کے گھر میں آپ ﷺ استراحت (قیلولہ) فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت جعفر بن ابی طالب آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اٹھ کر ان کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو چوما غرضیکہ آپ ﷺ تمام رشتہ داروں سے بہت محبت وشفقت سے پیش آتے جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ (سیرت خیرالانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 264-263)۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے وقت حضور ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

مہمان نوازی کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بہت فیاض اور مہمان نواز واقع ہوئے تھے۔ آپ ﷺ مہمان نوازی کو جزو ایمان قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ کا گھر اچھا خاصا مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ ان مہمانوں کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا جاتا تھا اور آپ ﷺ بنفس نفیس ان کی خدمت فرماتے تھے۔ اکثر مہمان نوازی سے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو فاقہ کرنا پڑتا۔ (سیرت خیرالانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور)۔ مہمان نوازی کرتے وقت حضور ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھا جائے۔ تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

خوشی و غمی میں شرکت کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے پورے انسانی معاشرے کو بحیثیت ایک کنبے ایک قبیلے اور ایک وحدت کے تصور کیا۔ بنی آدم کو بلا امتیاز رنگ و نسل ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کیے۔ آپ ﷺ چونکہ خود یتیمی اور کسمپرسی کا زمانہ گزار چکے تھے اس لیے دوسروں کے دکھ اور غم کا آپ ﷺ بہت اچھی طرح اندازہ لگا سکتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کے مطابق آپ ﷺ زمانہ قبل از نبوت میں بھی ہمیشہ غریبوں محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے بہی خواہ، بیواؤں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر رہے۔ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہمیشہ آپ ﷺ کی طرف سے پیش رفت رہی۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کفالت کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ سے جو شفقت و محبت تھی اس کا الفاظ میں اظہار ناممکن ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی آغوش میں پالا۔ جوان ہونے پر اپنی سب سے زیادہ لاڈلی اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ان سے کر دی۔ ان کی اولاد کو اتنا پیار دیا کہ اولاد سے محبت و شفقت کی ایک نئی تاریخ رقم ہوئی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ، پنجاب، لاہور، ص 264-263)۔

عزیز و اقارب کی خوشی و غمی میں شرکت کرتے وقت سنت رسول ﷺ کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

معاشرتی تعلقات و صلہ رحمی:

آپ ﷺ اس بات سے پوری طرح آگاہ تھے کہ خاندان اس معاشرہ کا ایک حصہ ہیں جو پوری بنی نوع انسان سے عبارت ہے اس لیے آپ ﷺ نے ان تعلقات کی خوش ادائی پر زور دیا اور آپ ﷺ خود بھی ان تعلقات کا حق ادا فرماتے رہے۔ آپ ﷺ نے خاندان کے ہر فرد سے آخر دم تک مروت و احسان کا سلوک جاری رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے خاندان کا ایک فرد بنایا ہوا تھا اور ان کی والدہ کے گھر اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کئی برسوں کے بعد حبشہ سے لوٹے تو آپ ﷺ نے بہت خوشی کا

اظہار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ سینے سے لگا لیتے اور فرماتے اے خدا! اسے علم و حکمت عطا فرما۔ اپنے رضاعی ماں باپ کو ہمیشہ اپنے اصلی والدین کی نظر سے دیکھتے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ص 135)۔ معاشرتی تعلقات قائم کرتے وقت سنت رسول ﷺ کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

تیمارداری کرنا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑایا کرو (صحیح بخاری مترجم، جلد سوم ،کتاب المرض، حدیث 608)

ماتحتوں سے حسنِ سلوک کرنا:

آپ ﷺ غلاموں کے متعلق فرمایا کرتے تھے'' یہ غلام بھی تمہاری طرح کے انسان اور تمہارے بھائی بند ہیں جن کو خدا نے تمہارا مطیع کر دیا ہے انہیں اپنے جیسا کھانا دو، اپنے جیسا کپڑا پہناؤ اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دو۔ اگر ایسی صورت ہو تو پھر خود ان کی مدد کرو''۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' اگر دن میں ستر مرتبہ بھی خادم غلطی کرے تو اسے معاف کر دیا جائے'' خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو غلاموں کی بہبود اور تعلیم و تربیت کا بہت خیال رہتا تھا (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ص 270-271)۔ آپ ﷺ کے ذاتی خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ'' میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں گزارے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے ایک بار بھی نہیں پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا یا کیوں کیا ہے۔ آپ ﷺ ہمیشہ مجھ سے نہایت شفقت فرماتے تھے'' (نقوش، رسول نمبر 659)۔

ماتحتوں سے حسن سلوک کرتے وقت سنت رسول اللہ ﷺ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

خواتین کے مسائل

عورتوں کو وعظ و تبلیغ کرنا:

روایت ہے کہ خواتین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کوئی ایک دن مقرر فرمائیں جس دن ہم آپ کے ارشادات سن سکیں۔ اس پر آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک الگ دن مقرر فرما دیا اس دن آپ ﷺ عورتوں کی مجلس میں تشریف لے جاتے اور ان کو وعظ و نصیحت فرماتے (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 301)۔ نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے عورتوں کے لئے الگ دن مقرر ہونا چاہیئے۔

خواتین کو کسب معاش کی اجازت:

حضور ﷺ نے بعض مخصوص حالات میں عورت کو کسب معاش کی اجازت دی ہے۔ عورت اپنی ہنر مندی، ذہانت اور فطانت سے دوسرے کام بھی کر سکتی ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین نے کھیتی باڑی، تجارت اور صنعت و حرفت میں بھی حصہ لیا ہے۔ مدینہ منورہ میں بعض انصاری عورتوں کا مشغلہ کاشتکاری تھا (سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب لاہور: 556)

بعض صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن تجارت کے پیشہ سے بھی وابستہ تھیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجارت وسیع پیمانے پر مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام انمار، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت مخربہ، حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا عطر کی

تجارت کرتی تھیں۔ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن مختلف صنعتوں سے بھی آگاہ تھیں۔ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ہے کہ آپ کھالوں کی دباغت کا کام جانتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا امور دستکاری میں ماہر تھیں۔ حضرت ریطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبداللہ بھی دستکاری میں مہارت رکھتی تھیں۔ (ایضا) عورتوں کو کسب معاش کی اجازت سنت کے مطابق ہونی چاہیئے۔

خواتین کی تبلیغی خدمات:

خواتین نے اپنے دین کی حفاظت اور تبلیغ واشاعت کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (والدہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو راہ حق میں ثابت قدم رہنے کی پاداش میں ابو جہل نے سخت تکالیف کا نشانہ بنایا اور بالآخر وہ راہ حق میں شہید ہوگئیں۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب لاہور: 556)

خواتین نے غیر معمولی اور شدید ضرورت کے وقت جہاد میں حصہ لیتے ہوئے جس عزم وحوصلے کا مظاہرہ کیا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ غزوہ احد میں جس وقت کفار نے عام حملہ کر دیا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ چند جاں نثار رہ گئے تھے تو اس افراتفری میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت کعب النجاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہوگئیں۔ کفار جب آپ ﷺ کی طرف بڑھتے تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں اس طرح دشمنوں کو روکنے کی کوشش میں خود شدید زخمی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر ان کی شجاعت کی تعریف فرمائی۔ غزوہ خندق میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے جس پامردی سے ایک یہودی کو قتل کیا اور قلعہ میں موجود عورتوں کی حفاظت کی وہ حیرت انگیز ہے۔ ان کے متعلق غزوہ احد میں بھی دشمن پر نیزے سے حملہ

کرنے کی شہادت ملتی ہے۔ غزوہ حنین میں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ حال تھا کہ وہ خنجر لئے پھرتی تھیں تا کہ جہاں کوئی دشمن دین نظر آئے وہ اس کا پیٹ چاک کر دیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر انصاری عورتوں کو جنگوں میں لے جاتے تھے اور وہ سپاہ اسلام کو پانی پلانے اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں۔ (ایضاً 557)

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ احزاب، غزوہ خیبر، غزوہ خندق میں شریک ہوئیں۔ جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ' بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' زخمی ہوئے تو اُن کا علاج بھی وہی کرتی رہیں۔ حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت معوذ بھی آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں مجاہدوں کو پانی پلانا، جنگ میں کام کرنے والوں اور زخمیوں کو مدینہ منورہ پہنچانا ان کے ذمہ تھا۔ (ایضاً)

غزوہ احد کے موقعہ پر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زخمیوں کو پانی پلایا۔ غزوہ احد کے موقعہ پر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی خدمات انجام دیں اور جب آپ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہی زخم کو چٹائی کی راکھ سے بھرا تھا اور حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش بھی آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شامل ہوئیں۔ غزوہ احد میں پانی پلانا اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنا ان کے ذمہ تھا۔ حضرت ام زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند دوسری عورتوں نے غزوہ خیبر کے موقع پر چرخہ کات کر مسلمانوں کی مدد کی۔ وہ میدان جنگ سے تیر اٹھا کر لانے اور مجاہدین کو ستو پلانے پر مامور تھیں۔ (ایضاً۔ ص 558)

بعض عورتوں نے دین حق کی مدافعت شمشیر و سنان سے کی جبکہ بعض نے یہ فریضہ اپنی زبان و بیان اور درہم و دینار سے ادا کیا۔ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبد المطلب کے

بارے میں روایت ہے کہ اپنے بیٹے کو حضور ﷺ کی مدد کرنے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دلاتی تھیں۔ (ایضاً) سنت کے مطابق عورتوں کو دینی خدمات کا موقع ملنا چاہیئے۔

عورتوں کو مزارات پر جانے کی ممانعت:

جب عورت مزار پر جانے کے لیے گھر سے ارادہ کرتی ہے۔ اس پر لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضہ انور ﷺ کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ اور عظیمہ قریب الواجبات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے مزار کریمہ کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی''۔ دوسری حدیث اس طرح سے ہے ''جس نے حج کیا اور میرے مزار کی زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی'' (فاضل بریلوی اور امور بدعت، ص 185)۔

چونکہ عورتوں کو مزارات پر جانے کی اجازت نہیں اسلئے انہیں مزارات پر نہیں جانا چاہیئے۔

پردہ کی اہمیت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت پردہ میں رہنے والی شے ہے جب وہ باہر نکل جاتی ہے تو شیطان اسے تکنے لگتا ہے''۔ (مختصر کتاب الکبائر: امام شمس الدین ذہبی: وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد مملکت سعودی عرب: ص 56) امام ذہبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت جب اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم الشان ہوتی ہے، عورت کے لیے رضائے الٰہی کے حصول کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ چراغ خانہ رہے اور شوہر کی اطاعت کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ (ایضاً)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''عورت پردہ میں رہنے والی چیز ہے اور جب وہ اپنے

گھر سے باہر نکل جاتی ہے تو شیطان اسے تکنے لگتا ہے، حالانکہ وہ اپنے گھر کی کوٹھری میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے قریب ترین رہتی ہے"۔ (ایضاً) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا"۔ (ایضاً)

عورتوں کی نماز میں شرکت:

جہاں تک عورتوں کے باجماعت نماز پڑھنے کا تعلق ہے۔ تو عورتیں نبی پاک ﷺ کے زمانے میں مسجد میں جا کر نماز پڑھا کرتی تھیں۔ البتہ عورت کا خوشبو لگا کر اور بے پردہ ہو کر نکلنے کے ناجائز ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ باپردہ اور بغیر خوشبو کے باہر نکلنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جوان عورتوں کو منع کیا ہے کہ وہ باجماعت نماز میں حاضر نہ ہوں۔ اور بڑھیا عورتوں کیلئے صبح وعشاء کی نماز کیلئے حاضر ہونا ناجائز قرار دیا۔ ان کے شاگردوں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بوڑھی عورتیں تمام نمازوں میں حاضر ہونا جائز ہے۔ بعض ائمہ نے اس سے مطلقاً منع کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا جانا مسائل دین سیکھنے کے لئے ضروری تھا۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام نے فتنہ وفساد کے مواقع کا سد باب کیا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

"اگر حضور ﷺ یہ حال دیکھتے جو اب عورتوں نے نکالا ہے۔ البتہ منع کر دیتے ان کو مسجد میں آنے سے جیسے منع کی گئی تھیں۔ بنی اسرائیل کی عورتیں" (سنن ابوداؤد، باب التشدید فی ذالک، جلد اول، ص 343)

عورتوں کا نفلی روزہ:

خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، دلیل امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ اور دیگر محدثین کی روایت کردہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔ جس میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(لا یحل لامرأة أن تصوم وزوجها شاهد الا باذنه)

کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھے اور اس کا شوہر موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔

امام احمد اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ کے یہاں بعض روایات میں (الا رمضان) کا اضافہ ہے، یعنی رمضان کے روزوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، ان کے لئے خاوند کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر شوہر نے نفلی روزوں کی اجازت دے دی ہو یا وہ موجود نہ ہو یا کسی کا شوہر ہی نہ ہو تو ایسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا مستحب ہے۔ خصوصاً جن ایام میں روزہ رکھنے کی فضیلت وارد ہے، مثال کے طور پر دوشنبہ و جمعرات کے دن، ہر ماہ میں تین دن (ایام بیض) شش عیدی روزے، ذی الحجہ کے دس دن، عرفہ کا دن، عاشوراء کا دن ایک دن ماقبل یا ایک دن مابعد کے ساتھ۔ ان تمام ایام میں روزے کی بڑی فضیلت ہے، البتہ رمضان کے روزوں کی قضاء اگر اس پر ہے تو پہلے روزوں کی قضاء کرے گی، قضاء کے بغیر نفلی روزے رکھنا مناسب ہے، واللہ اعلم۔

(خواتین کے مخصوص مسائل، تالیف: ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان، وزارت اسلامی اُمور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب، ص 113، 112)

آدابِ لباس

سفید لباس کا استعمال:

حضور ﷺ کو رنگوں میں سفید رنگ کا لباس زیادہ پسند تھا۔ حضور ﷺ کے ہر عمل میں سادگی کا پہلو نمایاں تھا۔ آپ ﷺ کا لباس سادہ مگر صاف ستھرا ہوتا تھا۔ کپڑوں میں عموماً آپ ﷺ کو سفید رنگ کا کپڑا زیادہ پسند تھا اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے ''سفید رنگ کے کپڑوں کو لازم پکڑو، اسی لباس کو زندہ پہنیں اور اسی لباس میں مردے کو کفنایا جائے''۔ ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے سفید لباس کو خیر اللباس قرار دیا (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 199)۔ لباس بناتے وقت سنت کے مطابق سفید لباس کو ترجیح دینی چاہیئے۔

ریشمی کپڑے کے استعمال کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشم کو وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو (صحیح بخاری شریف مترجم: جلد اول: کتاب الجمعۃ 839)۔ مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت نہیں اسلیئے مردوں کو ریشمی لباس سے گریز کرنا چاہیئے۔

عمامہ سے نماز کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی 70 رکعتوں سے افضل ہیں'' (فیضان سنت بحوالہ مسند الفردوس)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے''۔ (فیضان سنت بحوالہ دیلمی)۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''عمامہ باندھو! تمہارا حلم (بردباری)

بڑھے گا"۔(فیضان سنت بحوالہ حاکم وطبرانی)۔عمامہ پہن کر نماز پڑھنے سے 70 گنا ثواب بڑھ جاتا ہے اسلئے عمامہ پہن کر نماز پڑھنی چاہیئے۔

ٹوپی اور عمامہ کا اکٹھا استعمال کرنا:

ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنا سنت مصطفےٰ ﷺ ہے۔نبی کریم ﷺ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔شملہ بعض اوقات کندھے پر اور بعض اوقات دونوں کندھوں کے درمیان ڈال لیتے تھے۔آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: "ہم میں اور مشرکین میں یہی فرق ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں"۔(سنن ابوداؤد شریف، حدیث نمبر 4078)۔سنت نبوی ﷺ کے مطابق ٹوپی پر عمامہ پہن کر نماز ادا کرنی چاہیئے۔

حضور نبی کریم ﷺ عمامہ کے علاوہ کبھی خالی سفید ٹوپی بھی پہنتے تھے۔گھر میں پہننے کی ٹوپی سر مبارک سے چپٹی ہوئی ہوتی تھی۔آپ ﷺ سفر میں اٹھی ہوئی باڈر والی ٹوپی استعمال فرماتے۔سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی دبیز والی ٹوپی بھی پہنتے۔(محسن انسانیت ﷺ:نعیم صدیقی:صفحہ 93)۔گھر میں خالی سفید ٹوپی پہننا سنت ہے اسلئے گھر میں خالی سفید ٹوپی ہی پہننی چاہیئے۔

قمیض کا استعمال:

آپ ﷺ کو لباس میں کسی قسم کا تکلف پسند نہ تھا تاہم آپ ﷺ کا لباس چادر، قمیض اور تہبند ہوتا تھا۔آپ ﷺ کی کتان سے بنی ہوئی قمیض کی آستینیں کلائی کے جوڑ تک ہوتی تھیں۔(سیرت خیر الانام ﷺ:اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص199)۔کرتا پہننا سنت نبوی ﷺ ہے اسلئے کرتا پہننا چاہیئے تاکہ سنت کی ادائیگی ہو سکے۔

تہبند کا استعمال:

آپ ﷺ تہبند باندھتے تھے جو کہ اگلی جانب سے نیچے اور پچھلی طرف سے کسی قدر اونچا

اور ناف سے نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 199)۔

تہبند پہننا سنت ہے اسلئے تہبند بھی پہننا چاہیئے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔

شلوار کا استعمال:

حضور ﷺ نے کبھی کبھی شلوار بھی پہنی ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شلوار کو خصوصی طور پر پہنا تھا۔ (سیرت سید لولاک ﷺ از قدر آفاقی صفحہ نمبر 82)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے چار درہم کے بدلے شلوار خریدی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور ﷺ بھی شلوار پہنتے ہیں؟ فرمایا ''میں اس کو پہنتا ہوں، سفر میں اور حضر میں بھی، رات اور دن میں کیونکہ مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ شلوار سے زیادہ پردے والا کپڑا اور کوئی نہیں۔ (ضیاء النبی ﷺ از کرم شاہ الازہری جلد 5، صفحہ 578)۔ شلوار پہننا بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے اسلئے شلوار پہنی چاہیئے۔

عبا و شیروانی کا استعمال:

حضور نبی کریم ﷺ کو لباس میں کسی قسم کا تکلف پسند نہ تھا۔ بعض اوقات آپ ﷺ شامی عبا بھی ملبوس فرماتے تھے۔ جس کی آستینیں تنگ ہوتیں تو آپ ﷺ نیچے سے بازو نکال کر دھویا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ شیروانی عبا بھی استعمال فرمائی جس کی جیب اور آستینوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 92-91)۔ عبا اور شیروانی پہن کر سنت رسول اللہ ﷺ کو ادا کرنا چاہیئے۔

لباس پہننے کا سنت طریقہ:

لباس پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کرتا پہنتے وقت پہلے دایاں ہاتھ بازو میں

ڈالے اور پھر بایاں ہاتھ بازو میں ڈالے۔ حضور ﷺ ہر کام دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور کرتا پہنتے وقت بھی دایاں ہاتھ پہلے بازو میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بازو میں ڈالتے اور امتیوں کو بھی اس کی تعلیم دی۔ (محسن انسانیت ﷺ: از نعیم صدیقی: ص 92)۔

لباس پہنتے وقت سنت کے مطابق ابتداء دائیں طرف سے کرنی چاہیئے۔

فرنگی تہذیب سے نفرت کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ'' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جتنی زیادہ ہوتی اسے کٹوا دیتے (بخاری شریف مترجم: جلد سوم: حدیث 836)

ابو مسلمہ اور سلیمان بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے'' لہٰذا تم ان کی مخالفت کیا کرو (ایضاً۔ حدیث 842) انگریزی تہذیب سے نفرت کرنا فرمان نبوی ﷺ ہے اسلیئے انگریزی تہذیب سے نفرت کرنی چاہیئے۔

موزوں کا استعمال:

حضور نبی کریم ﷺ کو موزے استعمال کرنے کی عموماً عادت نہ تھی۔ مگر نجاشی نے (غالباً چرمی) موزے بھیجے تو آپ ﷺ نے استعمال فرمائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان موزوں کو بھی پہنا جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیے تھے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ ۱۹۹)۔ نبی کریم ﷺ نے موزوں کا استعمال کیا ہے

اسلئے موزے بھی استعمال کرنے چاہیئے تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو جائے۔

نعلین شریفین کا استعمال:

حضور ﷺ بالوں والی، بالوں کے بغیر اور پیلے رنگ کی نعلین مبارک پہنتے تھے (الانوار فی شمائل نبی مختار)۔ چونکہ نبی کریم ﷺ پیلے رنگ کے نعلین مبارک پہنا کرتے تھے اِسلئے پیلے رنگ کا جوتا پہن کر سنت کا ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔

جوتا پہننے کا سنت طریقہ:

جوتا پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جوتا پہلے دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں میں پہنا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص جوتا پہنے تو پہلے سیدھے پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو الٹا اتارے۔ یعنی پہننے میں پہلا جوتا دائیں پاؤں کا ہونا چاہیے اور اتارنے میں پہلا جوتا بائیں پاؤں کا۔ (مشکوۃ شریف مترجم: جلد دوم حدیث نمبر 4190)۔ سنت کے مطابق جوتا پہنتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہننا چاہیئے۔ اور اتارتے وقت پہلے بایاں جوتا اور پھر دایاں جوتا اتارنا چاہیئے۔ اس طرح سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

سادہ بچھونے کا استعمال:

آپ ﷺ کھجور کی چٹائی پر لیٹتے تھے جس کے نشان آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پڑ جاتے تھے۔ ایک رات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گدے کو نرم کرنے کے لیے اس کی چار تہیں بنا دیں مگر آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ سابقہ حالت پر لگانے کا حکم دیا (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ص 92

کھانے کے آداب

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا، ہاتھ دھونا محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ طریقہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔ (فیضان سنت، ص 783 بحوالہ طبرانی)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کرے یعنی ہاتھ دھو کر کھائے اور جب اٹھایا جائے اس وقت بھی وضو کرے یعنی ہاتھ دھوئے“۔ (فیضان سنت، صفحہ 783 بحوالہ ابن ماجہ)۔ سنت کے مطابق کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ تاکہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے۔ نیز تنگ دستی دور ہو سکے۔

دستر خوان پر کھانا:

دستر خوان پر کھانا کھانے کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ:

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَاعَلِمْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَكَلَ سُكُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُدَقَّقٌ وَلَا اَكَلَ عَلٰی خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلٰی مَا كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی طشتری میں کھایا ہو، یا

پتلی روٹی (چپاتی) کھائی ہو، یا کبھی میز پر کھانا کھایا ہو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ پھر آخر وہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ جواب دیا کہ دستر خوان پر۔ (بخاری شریف مترجم اردو، جلد سوم، کتاب الاطعمہ حدیث 353)۔ سنت کے مطابق کھانا دستر خوان پر کھانا چاہیئے تا کہ برکت اور شفا حاصل ہو سکے۔

بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا:

سَمِعَ وَهَبَ بْنَ كَيْسَانَ اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ اَبِىْ سَلَمَةَ يَقُوْلُ كُنْتُ غُلَامًا فِىْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِىْ تَطِيْشُ فِى الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَازَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِىْ بَعْدُ

ترجمہ: وہب بن کیسان نے حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ ﷺ کے زیر کفالت تھا جبکہ میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف چلتا رہتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، برخوردار بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ اس کے بعد اس طریقے سے کھاتا رہا ہوں۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد سوم، کتاب الاطعمہ، حدیث 343)۔ سنت کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر کھانا چاہیئے۔

اپنے سامنے سے کھانا:

قَالَ اَنَسٌ ؓ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ۔ اللہ کا نام لے کر کھایا کرو اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ (صحیح بخاری شریف

مترجم اردو: جلد سوم، کتاب الاطعمہ، باب 227)۔ سنت کے مطابق اپنے سامنے سے کھانا چاہیئے تاکہ سنت بھی ادا ہو جائے اور ادب بھی ملحوظ خاطر رہے۔

یک زانو بیٹھ کر کھانا:

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں ''کھانا کھانے کا مستحب اور سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں گھٹنے کو کھڑا اور بائیں گھٹنے کو بچھا کر کھانا کھایا جائے۔ (ضیاء النبی، از پیر کرم شاہ الازہری)۔ سنت کے مطابق یک زانو بیٹھ کر کھانا چاہیئے۔

جوتے اتار کر کھانا:

نبی کریم ﷺ جوتے اتار کر اور دستر خوان بچھا کر کھانا نوش فرمایا کرتے تھے۔ (محسن انسانیت ﷺ: از نعیم صدیقی)۔ سنت کے مطابق جوتے اتار کر کھانا چاہیئے۔

روٹی کے ٹکڑے کھانا:

زمین پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر صاف کیا اور کھالیا۔ ارشاد فرمایا ''اے عائشہ! عزت دار چیز کی عزت کیا کرو''۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کا رزق چھین لیتا ہے تو وہ واپس نہیں کرتا۔ (بحوالہ سنن ابن ماجہ)۔ سنت کے مطابق زمین پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر کھانے چاہیئیں اس میں شفا ہے۔

مل بیٹھ کر کھانا:

نبی کریم ﷺ کو افراد کا الگ الگ بیٹھ کر کھانا ناپسند تھا۔ آپ ﷺ مل کر کھانا کھانے کو

پسند فرماتے تھے اور اکٹھے ہو کر کھانے کی تلقین فرماتے تھے کہ اس میں برکت ہے۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی: ص 113)۔ سنت کے مطابق اکٹھے بیٹھ کر کھانا چاہیئے تا کہ دِلوں میں محبت پیدا ہو۔

سر ڈھانپ کر کھانا:

ننگے سر کھانا خلاف سنت ہے اس لیے سر ڈھانپ کر کھانا چاہئے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم: کتاب الاطعمہ: حدیث نمبر 422)۔ سنت کے مطابق، سر ڈھانپ کر کھانا چاہیئے تا کہ شیطان کھانے میں شامل نہ ہو سکے۔

انگلیوں کو چاٹنا:

ہاتھ پونچھنے (صاف کرنے) سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحُ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقَھَا

ترجمہ: عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو جب تک انگلیوں کو (خود) چاٹ نہ لے یا (کسی اور کو) چٹا نہ دے اس وقت تک نہ پونچھے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم: جلد سوم: کتاب الاطعمہ حدیث 420)۔ سنت کے مطابق کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ کر صاف کرنا چاہیئے تا کہ شفا حاصِل ہو سکے۔

کھانے کے بعد دعا مانگنا:

حضور ﷺ کھانے کے بعد دعا مانگا کرتے تھے۔ خالد بن معدان نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنا دستر خوان اٹھاتے تو زبان حق ترجمان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے۔ "اس میں تعریف خدا کی ہے، بہت زیادہ پاکیزہ اور

برکت والی۔ اے ہمارے رب! ایسی تعریف جو ختم نہ ہو، نہ ایسی جو ایک بار ہو کر رہ جائے اور نہ ایسی جس کی حاجت نہ رہے"۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد سوم: کتاب الاطعمہ: حدیث 422)۔

کھانے کے بعد سنت کے مطابق دعا مانگنی چاہیئے۔ کھانا کھانے کے بعد دستر خوان سے اٹھ کر علیحدہ ہونا سنت رسول اللہ ﷺ ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

حضور ﷺ کھانے کی مجلس سے بہ تقاضا مروت سب سے آخر میں اٹھتے۔ دوسرے لوگ اگر پہلے فارغ ہو جاتے تو ان کے ساتھ ہی آپ ﷺ بھی اٹھ جاتے (محسن انسانیت ﷺ از نعیم صدیقی صفحہ 113)۔ سنت کے مطابق کھانے سے فارغ ہو کر اٹھنا چاہیئے۔

کم کھانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا جو کافر تھا رسول کریم ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا۔ بکری دوہی گئی اور اس کافر نے اس دودھ کو پی لیا پھر آپ ﷺ کے حکم سے دوسری بکری دوہی گئی وہ اس کا دودھ بھی پی گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ رسول کریم ﷺ نے اس وقت بھی اس کے لئے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا۔ بکری دوہی گئی اور اس نے اس کا دودھ پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بکری دوہنے کا حکم دیا (بکری دوہی گئی) لیکن (اب) وہ اس کا پورا دودھ نہ پی سکا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں"۔ (مظاہر حق جدید، جلد چہارم: حدیث 15)

واضح رہے کہ کم کھانے کی عادت اختیار کرنا، عقلاء باہمت اور اہل حقیقت کے نزدیک مستحسن و محمود ہے مومن کی شان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ صبر و قناعت کو اختیار کرے۔ زہد و ریاضت کی راہ اختیار کرے اور اپنے معدے کو اتنا خالی رکھے جو نورانیت دل، صفائی باطن اور شب بیداری کے لئے ممد و معاون ہو۔ سنت کے مطابق کم کھانا چاہیئے تا کہ عبادت میں خلل پیدا نہ ہو۔

کلی کرنا:

سوید رضی اللہ عنہ راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر جانے کیلئے نکلے تو جب ہم صہبا کے مقام پر پہنچے۔ تو حضور ﷺ نے کھانا طلب فرمایا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں صرف ستو ہی پیش کئے جاسکے۔ ہم نے بھی وہ پھانکے اور آپ ﷺ کے ساتھ کھائے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ کلیاں کیں۔ پھر آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری شریف: جلد سوم: کتاب الاطعمہ: حدیث نمبر 419)۔ سنت کے مطابق کھانے کے بعد کلی کر کے منہ اور دانتوں کو صاف کرنا چاہیئے تاکہ دانت خراب ہوں نہ منہ میں بدبو پیدا ہو۔

کھانے کا عیب ظاہر نہ کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی بھی کھانے کو برا نہیں کہا اگر آپ ﷺ کو رغبت ہوتی تو اس کو کھا لیتے اور اگر ناپسند فرماتے تو اس کو چھوڑ دیتے (مظاہر حق جدید: جلد چہارم: حدیث 14)

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ کھانے کی چیزوں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جو چیز آپ ﷺ کو پسندیدہ ہوتی اس کو آپ ﷺ رغبت کے ساتھ کھا لیتے اور جو چیز آپ ﷺ کو مرغوب و پسندیدہ نہ ہوتی تھی اس کو نہیں کھاتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ جو چیز پسندیدہ نہ ہوتی اس کو برا کہتے اس میں عیب نکالتے۔ سنت کے مطابق کسی کھانے کو برا نہیں کہنا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے رزق میں کمی ہو سکتی ہے۔

دوسروں کو کھانے میں شریک کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''دو

آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کو اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو کافی ہوتا ہے"۔ (مظاہر حق جدید: جلد چہارم: حدیث 16) سنت کے مطابق کھانے میں دوسروں کو شامل کر کے سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل کر لینا چاہیئے۔

کھانا ٹھنڈا کر کے کھانا:

بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے۔ جامع الصغیر میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھاؤ کیونکہ گرم میں برکت نہیں ہوتی۔ (مظاہر حق جدید: جلد چہارم: حدیث 78) سنت، کے مطابق کھانا ٹھنڈا کر کے کھانا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے معدے کی بیماریاں پیدا نہیں ہوتیں۔

برتن کو صاف کرنا:

طبرانی نے یہ روایت کی ہے کہ جس شخص نے رکابی اور اپنی انگلیوں کو چاٹا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں سیر کرے گا (مظاہر حق جدید: جلد چہارم: حدیث 79)۔ سنت کے مطابق کھانے کے برتن کو چاٹ کر صاف کرنا چاہیئے۔ اس سے بیماری میں شفا ملتی ہے۔

مٹی کے پیالے میں کھانا:

حضور ﷺ کو دسترخوان پر چھوٹی پیالیوں اور طشتریوں میں کھانا ڈال کر رکھنا ناپسند تھا۔ سونے چاندی کے برتنوں کو بالکل حرام قرار دے دیا تھا۔ آپ ﷺ کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں کو استعمال فرماتے رہے۔ (محسن انسانیت ﷺ از نعیم صدیقی: صفحہ 113)۔ مٹی کے پیالے میں کھانا کھا کر سنت کی ادائیگی کرنی چاہیئے۔ مٹی کے پیالے میں کھانا کھانے سے بیماریاں دور ہوتی ہیں۔

مشروبات کے آداب

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے اس کے بغیر کسی جاندار کا زندہ رہنا ممکن نہیں۔ ہر جاندار چیز پانی پیتی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم بھی پانی پیتے ہیں لیکن مسلمانوں کا پانی پینے کا طریقہ غیر مسلموں سے جدا ہے۔ مسلمان سنت نبوی ﷺ کے مطابق پانی اور مشروب پیتے ہیں جس سے ان کی جسمانی اور روحانی بیماریاں دور ہوتی ہیں اور توشہ آخرت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔

تین سانس میں پینا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پانی پینے کے دوران تین بار سانس لیتے تھے۔ (مظاہر حق جدید، شرح مشکوٰۃ شریف مترجم اردو: حدیث۔ 1)

مسلم نے ایک روایت بیان کی ہے کہ "آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ کئی سانس میں پانی پینا اچھی طرح سیراب کرتا ہے اور پیاس بجھاتا ہے۔ بدن کو صحت بخشتا ہے اور خوب ہضم ہوتا ہے اور معدہ میں بڑی آسانی کے ساتھ جاتا ہے"۔ (مظاہر حق جدید، شرح مشکوٰۃ شریف مترجم اردو: باب الا شربہ: علامہ نواب قطب الدین خاں دہلوی: حدیث۔ 1) سنت کے مطابق پانی تین سانس میں پینا چاہیئے۔

مشک، ہینڈ پمپ، نلکے یا گھڑے کو منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشک، ہینڈ پمپ، نلکے، گھڑے کے دہانے (منہ) سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (ایضاً۔ حدیث۔ 2)

کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت:

کھڑے ہو کر پانی پینا سنت کے خلاف ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر نہ پانی پیئے اگر کسی نے بھول سے کھڑے ہو کر پی لیا تو اس کو چاہیئے کہ وہ قے کر ڈالے (ایضاً۔ حدیث۔4)

زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زمزم کے پانی کا ایک ڈول لے کر آیا تو آپ ﷺ نے اس کو اس حالت میں پیا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے۔ (ایضاً۔ حدیث۔6)

وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ (ایک دن) انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر لوگوں کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے کوفہ کی ایک بلند و کشادہ جگہ پر اپنی مجلس قائم کی (اور وہاں لوگوں کے جھگڑوں اور معاملوں کو سن کر فیصلے کرتے رہے) یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا۔ جب (وضو کے لئے) پانی لایا گیا تو انہوں نے (اپنی پیاس بجھانے کے لئے وضو سے پہلے اس پانی میں سے) پیا اور پھر انہوں نے (وضو کے لئے) اپنا منہ اور اپنے ہاتھ دھوئے اور راوی نے ذکر کیا کہ (انہوں نے) اپنا سر کا مسح اور اپنے پاؤں دھوئے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کھڑے ہوئے اور وضو کا بچا ہوا پانی اس حالت میں پیا کہ وہ کھڑے ہوئے تھے اور پھر فرمایا کہ بعض کھڑے ہو کر پینے کو کراہت پر محمول کرتے ہیں یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے جب

کہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ (ابھی) میں نے کیا ہے۔ (ایضاً۔ حدیث۔7)۔ سنت کے مطابق وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہیئے۔

سونے چاندی کے برتن کے استعمال کی ممانعت:

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا" جو شخص چاندی کے برتن میں پینے کی کوئی چیز پیتا ہے تو اس کا یہ پینا اس کے علاوہ اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرے گا کہ اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ کو نمٹ نمٹ اتارے گا (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا اور پیتا ہے (اس کا حشر بھی یہی ہوگا)" (ایضاً: حدیث۔9)

دائیں طرف سے شروع کرنا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ (جب ہمارے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ) کے لئے گھر کی پلی ہوئی ایک بکری کا دودھ دوہا گیا اور اس دودھ کو اس کنوئیں کے پانی میں ملایا گیا جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا۔ پھر یہ دودھ کا پیالہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں سے آپ ﷺ نے کچھ دودھ پیا۔ (اس وقت) آنحضرت ﷺ کی بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے اور دائیں طرف ایک دیہاتی بیٹھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ! یہ بچا ہوا دودھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیجئے"۔ لیکن آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو عنایت فرمایا جو آپ ﷺ کی دائیں طرف بیٹھا تھا۔ پھر فرمایا کہ" دایاں مقدم ہے اور پھر بایاں"۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ (آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ)" یاد رکھو! دائیں طرف کے زیادہ حقدار ہیں۔ لہٰذا دائیں طرف والوں کو دیا کرو یعنی

جب یہ معلوم ہو گیا کہ دائیں طرف والے زیادہ حقدار ہیں تو تم بھی دائیں طرف والوں کی رعایت ملحوظ رکھا کرو کہ دینے میں انہی سے ابتدا کرو'' (ایضا: حدیث۔11) کوئی چیز تقسیم کرتے وقت ابتداء دائیں طرف سے کرنی چاہیئے۔

پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت:

پیتے وقت برتن میں سانس لینا منع ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ (پانی وغیرہ پیتے وقت) برتن میں یا پیالہ وغیرہ میں سانس لیا جائے۔ یا پھر پھونک ماری جائے (ایضا: حدیث۔15) سنت نبوی ﷺ کے مطابق پیتے وقت برتن میں سانس نہیں لینا چاہیئے۔

میٹھا اور ٹھنڈا مشروب استعمال کرنا:

حضور ﷺ کو میٹھا اور ٹھنڈا مشروب بہت پسند تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے نزدیک پینے کی چیزوں میں ٹھنڈی میٹھی چیز بہت پسندیدہ تھی (ایضا: حدیث۔20) سنت کے مطابق میٹھا اور ٹھنڈا مشروب استعمال کرنا چاہیے۔

دودھ استعمال کرنا:

حضور ﷺ نے فرمایا کھانے پینے میں دودھ بہترین چیز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی شخص کو دودھ پینے کو ملے تو وہ یوں کہے: اے اللہ ہمیں ہمارے اس دودھ میں برکت عطا فرما اور ہم کو اس سے زیادہ پینے کو دے کیونکہ دودھ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے جو خدا سے مانگی جا سکے (ایضا: حدیث۔21) فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق کھانے پینے میں دودھ بہترین چیز ہے اس لئے دودھ کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔

طب و طبابت

طب کی تعلیم:

طب کی تعلیم حاصل کرنا نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اتاری اس کی شفا بھی اتاری ہے۔

عطار بن ابی رباح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کی شفا بھی اتاری ہے''۔ (یعنی دنیا میں ہر بیماری کیلئے سامان شفا موجود ہے) (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد 3: کتاب الطب حدیث 638)۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق طب کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔

علاج معالجہ کرنا:

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کہ عجوۃ جنت کے میووں سے ہے اور اس میں شفا ہے، زہر ہے اور کماۃ ایک قسم ہے من کی جو بنی اسرائیل پر اترا تھا اور پانی یعنی عرق اس کا شفاء ہے آنکھ کے درد کی۔ (ترمذی شریف مترجم اردو: جلد اول: ص 745)

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے بہتر تمہاری دواؤں میں سعوط اور لدود اور حجامت اور مشی ہے اور پھر جب بیمار ہوئے آنحضرت ﷺ منہ میں دوا ڈالی آپ ﷺ کے دو اصحاب نے پھر جب افاقہ ہوا فرمایا: آنحضرت ﷺ نے دوا ڈالوان کے منہ میں پھر سب حاضرین کے منہ میں دوا ڈالی گئی سوا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ (ایضاً۔735) علاج کرنا سنت ہے اس لئے بیماری کے دوران علاج کرنا چاہیئے۔

دعا کرنا:

کسی بیمار کیلئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرمائے سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جب کوئی بیمار حضور ﷺ کے پاس آ کر بیماری سے شفایابی کیلئے دعا کا طلب گار ہوتا تو حضور ﷺ اس کی شفایابی کیلئے دعا فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس بیمار کو شفا عطا فرما دیتا تھا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور: ص:517)

آپ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے صحت یابی کی دعا فرمائی تو ان کی شدید بیماری دور ہوگئی۔ انہی کے بارے میں منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگی۔ فرمایا کہ: "اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا مانگیں تو ان کی دعا قبول فرما"۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی ہر دعا قبول ہو جاتی تھی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 517)۔ بیمار کے لئے دعا کرنا سنت ہے اس لئے بیمار کے لئے شفاء کی دعا کرنی چاہیئے۔

صدقہ و خیرات کرنا:

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "صدقہ بلا کو دور کر دیتا ہے"۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول، باب صدقہ کی فضیلت حدیث 29-1793)

شہد سے علاج کرنا:

شہد سے علاج کرنا فرمان نبوی ﷺ ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کو شہد اور حلوہ (میٹھا کھانا) مرغوب

تھا۔ آپ ﷺ جب نماز عصر پڑھانے کے بعد مسجد سے گھر واپس آتے تھے تو بیویوں کے گھروں میں جاتے تھے اور ان سے کسی ایک کے پاس زیادہ وقت گزارتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور وہاں معمول سے زیادہ دیر لگائی۔ کیونکہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کو شہد کا شربت پلایا جس سے آپ ﷺ کو قدرے دیر ہوگئی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 614)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہاری دوائیوں میں کچھ ہے یا تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو پچھنے لگوانے یا شہد پینے یا آگ سے داغ لگوانے میں ہے۔ یعنی جو چیز مرض سے موافقت کرے لیکن میں داغ لگوانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد 3، کتاب الطب، حدیث 643)۔ شہد سے علاج کرنا سنت نبوی ﷺ ہے اس لئے بیماری کی حالت میں شہد سے علاج کرنا چاہیئے۔

کلونجی سے علاج:

کلونجی سے علاج کرنا فرمان نبوی ﷺ ہے۔ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لازم پکڑو تم اس کالے دانہ یعنی کلونجی کو اس لیے کہ اس میں شفاء ہے ہر مرض کی مگر سام اور سام موت ہے۔ (ترمذی شریف مترجم اردو: جلد اول: ص 731)۔ کلونجی سے علاج کرنا فرمان نبوی ﷺ کے مطابق ہے اس لئے بیماری میں کلونجی سے علاج کرنا چاہیئے۔

آدابِ مسجد

تعمیر مسجد:

جب نبی کریم ﷺ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ منورہ کے قریب قباء کے مقام پر کچھ دنوں کے لیے قیام فرمایا اور وہاں سب سے پہلی مسجد قباء تعمیر کی جس کا قبلہ بھی آنحضرت ﷺ نے متعین فرمایا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص 127)۔

مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ خالی میدان کو جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا قیمتاً حاصل کیا۔ وہاں مسجد نبوی اور اپنے کنبے کے لیے چند حجروں کی تعمیر انجام دی۔ (ایضاً) سنت کے مطابق مسجد بنانا سنت نبوی ﷺ ہے اس لئے مسجد بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ:

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھنا اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں۔ مقدس مقامات، مسجدوں میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا چاہئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھتے اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھتے۔ (بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب 288 حدیث 453)۔

سنت کے مطابق مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرنا

چاہیئے پھر بایاں پاؤں۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا:

﴿اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ﴾

مسجد سے باہر آنے کا طریقہ:

مسجد سے باہر آنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بایاں پاؤں باہر رکھا جائے اور پھر دایاں پاؤں مسجد سے باہر رکھا جائے لیکن جوتے میں پہلے دایاں پاؤں ہی ڈالنا چاہیئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھتے اور باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر رکھتے۔ مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ حتی الامکان اپنے تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے مثلاً طہارت، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد اول: کتاب الصلوۃ حدیث 411) سنت کے مطابق مسجد سے باہر آتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیئے پھر دایاں پاؤں۔

مسجد سے باہر نکلنے کی دُعا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ﴾

مسجد کی نگرانی و صفائی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگ

عرض گزار ہوئے کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ لہٰذا مجھے اس مرد یا عورت کی قبر بتاؤ۔ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز پڑھی۔ (بخاری شریف مترجم اردو: جلد اول کتاب الصلوۃ، حدیث 441)۔ مسجد کی صفائی کرنا سنت نبوی ﷺ ہے اس لئے مسجد کی صفائی میں حصہ لینا چاہیئے۔

مسجد میں دوڑنے کی ممانعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب جماعت کھڑی ہو جائے تو اس کے لیے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ چل کر آؤ اور تمہارے لیے سکون اور اطمینان لازم ہے۔ پس جتنی نماز مل جائے پڑھ لو اور جتنی رہ جائے وہ پوری کرلو۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد اول: کتاب الجمعہ: حدیث 859) مسجد میں دوڑنا منع ہے اس لئے مسجد میں دوڑ کر نہیں آنا چاہیئے۔ بلکہ آرام اور سکون سے آنا چاہیئے۔

مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت:

مسجد میں بلند آواز سے بولنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں دونوں کو لے آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو یا کہاں رہتے ہو؟ دونوں عرض گزار ہوئے اہل طائف سے۔ فرمایا کہ اگر تم اس شہر میں رہنے والے نہ ہوتے میں تم دونوں کو سزا دیتا کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول کتاب الصلوۃ حدیث نمبر 453)۔ مسجد میں آواز بلند کرنا آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔

مختلف مقامات میں داخلے کے آداب

بیت الخلاء کا طریقہ:

بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

بیت الخلاء میں جانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کرنا اور پھر دایاں پاؤں۔ رفع حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور پھر بایاں پاؤں۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی: ص 115)۔

سنت کے مطابق بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر داخل کرنا چاہیئے پھر دایاں پاؤں۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

﴿بِسمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَعُوذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِث﴾

بیت الخلاء سے باہر آنے کی دعا:

﴿غُفْرَانَکَ﴾

گھر میں داخل ہونے کا طریقہ:

حضور نبی کریم ﷺ حتی الامکان اپنے تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد ، کتاب الصلوۃ: حدیث۔ 411)۔

گھر میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اور پھر بایاں پاؤں اندر رکھنا اور گھر سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں اور پھر دایاں پاؤں باہر رکھنا سنت رسول مقبول ﷺ ہے۔ (ریاض الصالحین صفحہ 292)

گھر میں داخل ہونے کی دعا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْنَا، وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا﴾

گھر سے نکلتے وقت کی دعا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا، وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا﴾

سیڑھیوں پر چڑھنے کا طریقہ:

چونکہ نبی کریم ﷺ ہر اچھے کام کی ابتداء داہنے ہاتھ سے کرتے تھے اسلئے سیڑھیوں پر چڑھتے وقت پہلے دایاں پاؤں سیڑھی پر رکھے، پھر بایاں پاؤں۔ اور اترتے وقت اس کا الٹ کرے یعنی پہلے بایاں پاؤں سیڑھی پر رکھے، پھر دایاں پاؤں۔ سیڑھیوں پر چڑھتے وقت اللہ اکبر پڑھے اور اترتے وقت سبحان اللہ پڑھے۔

زیارت قبور اور فاتحہ خوانی کرنا:

سفر حج سے واپسی پر دو مہینے گزرے تھے کہ ایک روز آدھی رات کے وقت آنحضرت ﷺ

یکایک بستر سے اٹھے اور ایک خادم ابو رافع یا ابو مویصبہ کو ساتھ لے کر جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور اپنے پرانے رفقاء کے لیے دیر تک دعا و استغفار کرتے رہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ص 64)۔

زیارت قبور کرتے وقت نبی کریم ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

قبرستان میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اور پھر بایاں پاؤں اندر داخل کرنا چاہیئے اور باہر آتے وقت پہلے بایاں اور پھر دایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیئے۔

کسی قبر کی زیارت کے وقت قبر پر ہاتھ نہ رکھے نہ بوسہ دے، یہ یہودیوں کا طریقہ ہے، نہ قبر پر بیٹھے نہ اس سے ٹیک لگائے نہ قبر کو پاؤں سے ٹھوکر مارے، سخت مجبوری کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔ قبر سے اتنے فاصلے پر اور ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں صاحب قبر کی زندگی میں کھڑا ہوتا تھا اور ویسا ہی اس کا احترام کرے جیسے اگر وہ زندہ ہوتا تو کرتا۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص:105)

گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ) اور کچھ دیگر آیات قرآنی پڑھ کر صاحب قبر کو اس کا ثواب پہنچائے اور اللہ سے اس طرح عرض کرے کہ الٰہی اگر سورۃ کو پڑھنے کا ثواب تو نے میرے لئے مقرر کیا ہے تو میں وہ ثواب اس صاحبِ قبر کے لئے ہدیہ کرتا ہوں اس کے بعد اللہ سے اپنی مراد مانگے۔ مُردے کی ہڈی نہ توڑے اور نہ اس کو پامال کرے، اگر وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو گیا ہو یا اتفاقاً ایسا ہو جائے تو استغفار پڑھے اور اہل قبر کے لئے بخشش کی دعا کرے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص:105)

قبرستان میں داخل ہونے کا طریقہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ

حتی الامکان اپنے تمام کاموں کو سیدھے ہاتھ سے شروع کرنا محبوب رکھتے تھے (مثلاً) اپنی طہارت میں، اپنا جوتا پہننے میں۔

تشریح:

اس حدیث میں اچھے کاموں کو داہنے ہاتھ سے شروع کرنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے بارے میں اسے پسند فرماتے اور عزیز رکھتے تھے کہ جہاں تک اپنا بس چلے تمام کام اپنے داہنے ہاتھ سے انجام دیئے جائیں مثلاً آپ ﷺ کپڑا پہنتے، ازار زیبِ تن کرتے، مسجد میں داخل ہوتے، مسواک کرتے، بیت الخلاء سے باہر آتے، سرمہ لگاتے، ناخن کترواتے، بغل کے بال صاف کرواتے، لب کے بال کترواتے، سر منڈواتے، زیرِ ناف بال صاف کرواتے، مصافحہ کرتے، کھاتے پیتے اور کسی چیز کو لیتے دیتے وقت داہنی طرف سے شروع کرتے تھے۔ (مظاہر حق جدید، جلد اول، ص:325)

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں قبرستان میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا پاؤں قبرستان میں داخل کرنا چاہیئے اور باہر آتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا چاہیئے۔

قبرستان میں داخل ہونے کی دعا:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ﴾

''تم پر سلامتی ہو اے اہل قبور اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے اور تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں'' (نماز کے مسائل، مرتبہ مفتی محمد عمر فاروق علوی، ص82)

آدابِ عبادات

امامت کی خدمات انجام دینا:

امامت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی امامت فرمائی یہاں تک کہ مرض الوفات میں بھی جب تک طاقت رہی نمازوں کی بدستور امامت فرماتے رہے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب لاہور: ص 164 - 165)۔ امامت سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں کرنی چاہیئے۔

وضو کرنا:

نعیم مجمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ انہوں نے وضو کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''قیامت کے روز میرے امتی اعضائے وضو کی چمک کے باعث پنج کلیان کہہ کر بلائے جائیں گے جو تم میں سے اپنی چمک بڑھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے بڑھانی چاہیئے (صحیح بخاری شریف مترجم: جلد اول: کتاب العلم: حدیث 136) وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لئے نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کرنا چاہیئے۔

وضو کرنے کی دعا:

﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

مسواک استعمال کرنا:

مسواک آپ ﷺ کی تمام زندگی کا معمول رہا یہاں تک کہ آخری گھڑیوں میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کا منشا پا کر آپ ﷺ کو مسواک کرائی جس سے چہرہ مبارک فرط مسرت سے تمتمانے لگا۔ آپ ﷺ کو مسواک اس قدر پسند تھی کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں امت کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا لازمی حکم دیتا۔ آپ ﷺ ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرماتے اور ہر وضو میں اچھی طرح مسواک فرماتے اور دوسروں کو بھی آپ ﷺ یہی تلقین فرماتے کہ اگر ہر نماز کے لیے تازہ وضو نہ کیا جا سکے تو مسواک ضرور کر لینی چاہیے۔ سونے سے پہلے بھی مسواک کرنا آپ ﷺ کا معمول تھا اسی طرح جب بھی آپ ﷺ سو کر بیدار ہوتے تو ضرور مسواک فرماتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 207)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کا استعمال اپنے لیے لازم کر لو کیونکہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ (فیضان سنت بحوالہ بخاری شریف) مسواک کرنا نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت مبارکہ ہے۔ اس لئے وضو کے ساتھ مسواک کرنی چاہیئے۔

نماز کی اہمیت و فضیلت:

نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے جو کہ ایمان لانے کے ساتھ ہی نافذ ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نماز کے بارے میں ارشاد ہے کہ "سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا"۔ (بہار شریعت جلد سوم، صفحہ 7)۔ بقول شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود اولین پرسشِ نماز بود

انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اس کی عبادت اور نماز بھی سب مخلوق کی عبادتوں پر فوقیت رکھنے والی ہونی چاہئے۔ کائنات میں جمادات، حیوانات، نباتات، چرند اور پرند بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عبادات کرتے ہیں۔ جمادات بے حرکت ادب سے نماز کے پہلے رکن قیام کی حالت میں دائمی کھڑے ہیں۔ حیوانات نماز کے دوسرے رکن رکوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ چاند، سورج اور ستارے اپنی گردش کو سدا جاری رکھنے پر مامور ہیں۔ پانی، رعد، سایہ وغیرہ ہر مخلوق کا ایک طرزِ عبادت ہے جو نماز میں سمو دیا گیا ہے۔ غرض مسلمان کی نماز، کائنات کی نمازوں کا متوازن خلاصہ اور مجموعہ ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 208)۔

۱) ترکِ نماز کفر ہے:

نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رسول ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک نشانی ہوتی ہے اور ایمان کی نشانی نماز ہے (احمد) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا (احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)۔

۲) نماز دین کا ستون ہے:

دین میں نماز کو جو مقام حاصل ہے۔ اس کی عظمت و اہمیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خط سے واضح ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے عمال کو لکھا تھا۔ انہوں نے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارے معمولات دینی میں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم نماز ہے جو اس کی حفاظت و نگہداشت کرے گا وہ اپنے پورے دین کی نگہداشت کرے؛ اور جو اس کو ضائع کر دے گا وہ بقیہ دینی اُمور کو بدرجہ اولیٰ ضائع کر دے گا''۔ (امام

مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب وقوت الصلوٰۃ، جلد اول، ص 19)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز قائم کرنے ہی پر تمام دین کا قیام و بقا کا انحصار ہے۔ اگر کسی نے یہ ایک ہی چیز گرادی تو اُس نے پورے دین کی بنیاد گرادی۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ کفر و ایمان کے درمیان حدِ فاصل صرف نماز ہے۔ جیسا کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

﴿بین الکفر والایمان ترک الصلوٰۃ﴾

"کفر و ایمان کے درمیان حدِ فاصل نماز کا ترک کرنا ہے یعنی اگر کوئی شخص عملاً نماز ترک کردے تو وہ کفر کی سرحد میں داخل ہوگیا"۔ (جامع الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ، جلد اول، ص 22)

۳) نماز دین کی ابتداء ہے:

نماز ظاہر کا قول و قرار ہے۔ یہ اٹھنا، بیٹھنا، جھکنا، سجدہ کرنا، ہاتھ اٹھانا اور انگلی سے اشارہ کرنا کیا ہے؟ یہ سب اداؤں کی زبان سے ہمارا خدا سے قول و قرار ہے۔ یہ ایمان کے بعد راہ اطاعت میں ہمارا پہلا قدم ہے۔ یہ اعمال کے دروازہ کی کلید ہے۔ اسی وجہ سے یہ تمام شریعت کا عنوان قرار دی گئی ہے (امین احسن اصلاحی، حقیقتِ نماز، ص 17)

بہت سی آیات میں اس حقیقت کی طرف اشارات ہیں:

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ﴾

"جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں" (سورۃ البقرہ 2، آیت 3)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ معرفت اور ایمان کا پہلا ثمرہ نماز ہے۔

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾

"مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے" (سورۃ العصر 103، آیت 277)

جہاں اس اجمال کی تفصیل مقصود ہے۔ وہاں سب سے پہلے نماز کا ذکر آیا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾

''بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی'' (سورۃ البقرہ 2، آیت 277)

۴) شریعت کا قیام نماز سے مشروط ہے:

جب نماز شریعت کا سر چشمہ ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا قیام و بقاء کے لئے نماز کا قیام و بقا ضروری ہوگا۔ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمام انبیائے کرام کی دعوت کی بنیاد کی حیثیت سے ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾

''پھر ان کے بعد ان کے لئے ایسے جانشین اٹھے جنہوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ تو یہ لوگ عنقریب اپنی گمراہی کے انجام سے دوچار ہونگے'' (سورۃ مریم 19، آیت 59)

یہاں شہوات کی پیروی کو نمازیں ضائع کر دینے کے لازمی نتیجہ کی حیثیت سے ذکر کیا ہے کیونکہ فحشاء و منکر سے روکنے والی چیز نماز ہے۔

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

''بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے'' (سورۃ العنکبوت 29، آیت 45)

حقیقی نماز جو شخص پڑھے گا وہ شریعت کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قائم کرے گا کیونکہ اس نماز کی روح اللہ کی سچی یاد ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾

''اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو'' (سورۃ طٰہٰ 20، آیت 14)

﴿وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی﴾

''اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی'' (سورۃ الاعلیٰ 87، آیت 15)

نماز کی اہمیت و حقیقت کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا: ''بھلا دیکھو کہ اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو کہ وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا یہی مثال ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ اس کی برکت سے گناہوں کو صاف کر دیتا ہے'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد، جلد دوئم، ص198)

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ نماز کی اصل حقیقت اللہ کی یاد کو ہر وقت تازہ رکھنا ہے۔ مومن کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی خدا کی یاد سے خالی نہ ہو۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ﴾

''جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے'' (سورہ آل عمران 3، آیت 191)

دوسری جگہ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا﴾

''اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو'' (سورہ الاحزاب 33، آیت 41)

جتنی نیکیاں بیان کی گئی ہیں ان سب کا آغاز نماز سے ہوا ہے اور پھر ان کا اختتام بھی نماز ہی پر ہوا ہے۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ شریعت کی حفاظت نماز کی حفاظت و نگہداشت پر منحصر ہے۔ پھر تمام قوانین و احکام کے خاتمہ پر یہ آیت آتی ہے۔

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾

”نگہبانی کرو سب نمازوں کی بیچ نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے“ (سورۃ البقرہ2، آیت238)

۵) نماز مشکل کشا ہے:

نماز پریشانیوں سے نجات دینے والی اور تمام مشکلوں کو دور کرنے والی چیز ہے۔ یہی بات قرآن سے بھی نکلتی ہے۔ مکہ کی مصائب زندگی میں جب مخالفینِ اسلام کی دل آزاریوں اور اشرار کی شرارتوں سے آنحضور ﷺ ملول و آزردہ ہوتے تو آپ کو صبر و استقامت کی تلقین کی جاتی اور اس صبر و استقامت کے حصول کے لئے نماز کا حکم دیا جاتا۔

﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾

”صبر کرو اور اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوئے اور اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات میں بھی اس کی تسبیح کرو اور ستاروں کے ڈھلنے کے بعد“ (سورۃ ق 50، آیت 40 ,39)

ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ رنج و غم اللہ سے دوری کا نتیجہ ہے اگر اس کی معیت حاصل رہے تو کوئی پریشانی پاس نہیں پھٹک سکتی۔ آنحضور ﷺ نے اس عالم میں فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

”غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے“ (سورۃ التوبہ 9، آیت 40)

دنیا میں خدا سے قربت کے حاصل کرنے کا ذریعہ صرف نماز ہے۔

﴿اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾

''نماز سے مدد چاہو'' (سورۃ البقرہ 2، آیت 153)

سورۃ مزمل کی اس آیت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں محبت و رافت کا کیسا جان نواز پیام ہے۔

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾

''اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو'' (سورۃ المزمل 73، آیت 8)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ''تم میں سے جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے'' (صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، جلد اول، ص 50)

۶) نماز کی حفاظت کا حکم:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ﴾

''نگہبانی کرو سب نمازوں کی'' (سورۃ البقرہ 2، آیت 238)

نمازوں کی حفاظت کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ، الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

''اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے'' (سورۃ المومنون 23، آیت 9 تا 11)

۷) نماز ضبط نفس کی تربیت کرتی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یاایھا الذین امنو استعینو بالصبر والصلوۃ﴾

''اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو'' (سورۃ البقرہ 2، آیت 153)

مسعود احمد لکھتے ہیں مصلی جب تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو جب تک وہ سلام نہ پھیرے کوئی کام نہیں کر سکتا تمام حلال و جائز کام جو وہ نماز شروع کرنے سے پہلے کر سکتا تھا نماز میں حرام ہو جاتے ہیں نہ وہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے۔ نہ نظر اٹھا سکتا ہے۔ گویا وہ صبر و ضبط نفس کی مشق کرتا ہے۔ اس سے تربیت مل رہی ہے کہ جس اللہ کے حکم سے نماز کے اندر اس نے تمام حلال چیزوں اور کاموں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ نماز کے بعد وہ اسی اللہ کی اطاعت میں تمام حرام کاموں سے بچے (مسعود احمد، صلوۃ المسلمین، ص 41 تا 42)

۸) نماز سے محبت پیدا ہوتی ہے:

باجماعت نمازوں کے ذریعے الفت و محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور دن میں پانچ مرتبہ اپنے محلے کے افراد سے ملنے اور اُن کے حالات سے باخبر ہونے اور اُن سے ہمدردی کرنے کا موقع ملتا ہے اور یہ مساوات کا عملی نمونہ بھی ہے۔

۹) نماز ہر نبی کی شریعت کا جزو رہی ہے:

ارکان اسلام میں سے یہ خصوصیت و امتیاز صرف نماز ہی کو حاصل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء کرام کے ادوار میں ہر وقت اور ہر ملت پر یکساں طور پر فرض ہے اور سلسلہ انبیاء کا کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں گزرا جس کی شریعت میں نماز کو قطعیت کے ساتھ فرضیت کا درجہ حاصل نہ رہا ہو۔ شریعت محمدی ﷺ کی یہ خاص بات ہے کہ پہلی شریعتوں کی فرض چیزیں منسوخ ہو گئیں جبکہ نماز

فرض ہوگئی۔ لیکن نماز اپنی منفرد حیثیت میں ہر رسول اور ہر نبی کی تعلیمات کا جزو لازم رہی۔
(ڈاکٹر محمد طاہر القادری، فلسفہ نماز، ص 23)

حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے ہیں:

﴿رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء﴾

''اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو، اے ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے'' (سورۃ ابراہیم 14، آیت 40)

قرآن حکیم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کی مخاصمت وعناد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿قالوا یشعیب اصلوتک تامرک ان نترک مایعبد اباؤنا﴾

''بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں'' (سورۃ ہود 11، آیت 87)

اقسام نماز:

۱۔ نماز مفروضہ

الف: فرض عین مثلاً پنجگانہ نمازیں

ب: فرض کفایہ مثلاً نماز جنازہ

۲۔ واجب نمازیں مثلاً وتر وعیدین

۳۔ سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ مثلاً ظہر اور عصر کی چار چار سنتیں

۴۔ نفل (اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، جلد 12، ص 184)

نماز کی شرائط:

نماز پڑھنے سے پہلے کچھ کام اسقدر ضروری ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی وہ یہ ہیں:

☆ نمازی پر لازم ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے ناپاکی اور گندگی سے اپنے آپ کو پاک کرلے پاک کپڑے پہنے اور نماز کی جگہ کو پاک کرے۔

☆ وضو کرے۔

☆ پردہ پوشی کرے یعنی مرد ناف سے لے کر گھٹنوں تک پردہ کرے مناسب ہے کہ ناف اور گھٹنوں کا بھی پردہ کرے اور عورت کا سارا بدن سوائے چہرے اور ہاتھوں کے پردہ میں رہنا چاہیے۔

☆ مقررہ نماز جو پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت کرے کہ فلاں نماز، اتنی رکعتیں اور امام کے پیچھے یا اکیلے پڑھنا چاہتا ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے نیت کرے دل سے نیت کرنا ضروری ہے اور زبان سے مستحب ہے۔

☆ قبلہ کی طرف رخ کرے اگر جنگل یا کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلے کا پتہ نہیں چل رہا تو پھر خود سوچے اور جدھر قبلہ کا ہونا سمجھ میں آئے تو نماز پڑھے، وقت سے پہلے نماز ادا نہیں ہوتی اور وقت گزرنے کے بعد قضاء کرنا ہوگی (ہدایہ ص 96 ر ج ا)

نیت نماز:

کسی بھی زبان میں کی جا سکتی ہے۔ اُردو، پنجابی یا جو زبان بھی کوئی جانتا ہو۔

نیت کرنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اس طرح کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رُخ رہیں اور ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو کو چھو جائیں۔ اور **اللہ اکبر** کہتا ہوا دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے، داہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے اس طرح باندھے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑے باقی تین انگلیاں ملا کر پیچھے رکھے اور ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر رہے۔

پھر ثنا پڑھے، پھر **تعوذ** اور **تسمیہ** پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے اور پھر کوئی ایک سورۃ جو یاد ہو پڑھے اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے۔ (دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑے اور اپنی کمر پوری طرح جھکا دے) اس حالت میں تین بار رکوع کی **تسبیح** پڑھے پھر **تسمیع** پڑھتا ہوا کھڑا ہو جائے اور تحمید پڑھے، پھر **اللہ اکبر** کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے (سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے ناک زمین سے لگنی چاہیئے اور پھر ماتھا اور دونوں ہاتھ مُنہ کے برابر قبلہ رُخ رہیں ہاتھوں کی انگلیاں نہ تو آپس میں ملائی جائیں اور نہ ہی زیادہ کھولی جائیں اور کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی ہوں۔ پاؤں کی اُنگلیاں زمین سے نہ اُٹھیں۔ سجدہ کی حالت میں کم از کم ۳ بار سجدہ کی **تسبیح** پڑھے پھر **اللہ اکبر** کہتا ہوا سیدھا بیٹھ جائے اور پھر **اللہ اکبر** کہتا ہُوا دوسرے سجدے میں چلا جائے اور پھر تین بار سجدہ کی **تسبیح** پڑھے پھر **اللہ اکبر** کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے (اب دوسری رکعت شروع ہو گئی ہے) سورۃ فاتحہ پڑھے اس کے بعد کوئی ایک سورۃ جو یاد ہو پڑھے اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت مکمل کرے دوسرے سجدے کے بعد **اللہ اکبر** کہتا ہوا سیدھا بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے (بیٹھے ہوئے داہنا پاؤں اس طرح کھڑا رکھے کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور بایاں پاؤں لیٹا رہے) چار رکعت والی نماز پڑھ رہا ہو تو **تشہد** کے بعد **اللہ اکبر** کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور پہلے کی طرح دو رکعت اور پڑھے۔

اگر فرض نماز پڑھ رہا ہو تو پھر تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ نہ پڑھے یا نوافل پڑھ رہا ہو تو تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے بعد کسی اور سورۃ کا پڑھنا ضروری ہے۔

چوتھی رکعت میں سجدے کے بعد آخری **قعدہ** میں بیٹھے تو **تشہد** پڑھنے کے بعد **درود شریف** پڑھے اس کے بعد دعا پڑھے اور پھر سلام پھیر دے پہلے دائیں طرف منہ کر کے سلام کے الفاظ کہے اور پھر بائیں طرف منہ کر کے کہے۔ سلام پھیرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ اگر دو رکعت والی نماز پڑھ رہا ہو تو پھر پہلا **قعدہ** ہی آخری قعدہ ہوگا۔ اسی طرح نماز مکمل کرے۔

اگر سنت غیر مؤکدہ پڑھ رہا ہو یعنی عصر یا عشاء کی چار سنتیں تو پھر دوسرے **قعدہ** میں **تشہد** کے بعد درود شریف اور دعا پڑھنا ضروری ہے دعا کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت پھر پہلی رکعت کی طرح ثناء پڑھ کر شروع کرے اور باقی نماز پہلے کی طرح مکمل کرے۔

نمازِ پنجگانہ:

حضور نبی کریم ﷺ کو تمام زندگی نماز کے اہتمام کا بڑا خیال رہا۔ آپ ﷺ کے نزدیک سب سے عمدہ عمل نماز کا اول وقت پر ادا کرنا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں ایک نماز کے سوا (اور وہ بھی سفر کے دوران میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نیند آ جانے کی وجہ سے) کوئی نماز قضا نہ ہوئی۔ فرض نمازیں مسجد میں با جماعت اور نفل نمازیں گھر میں تنہا پڑھنا آپ ﷺ کو پسند تھا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 208)۔

نمازِ فجر:

نماز فجر تاخیر سے پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے مگر ماہ رمضان میں جلدی پڑھنا

سنت ہے۔ حضور ﷺ فجر کی نماز اتنی روشنی میں ادا فرماتے تھے کہ پاس بیٹھنے والا دوسرے کو پہچان سکتا تھا لیکن رمضان کے مہینہ میں آپ ﷺ فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھتے تھے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 208)۔

نماز فجر کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے۔

نماز فجر کی چار رکعتیں ہیں۔ (۱) دو سنت (۲) دو فرض۔

نمازِ ظہر:

ظہر کی نماز گرمیوں میں ذرا دیر سے اور سردیوں میں ذرا جلدی پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ گرمیوں میں ظہر کی نماز ذرا دیر سے یعنی سایہ کے پانچ قدموں سے سات قدموں کے درمیان اور سردیوں میں ذرا جلدی سایہ کے تین قدموں سے پانچ قدم کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 209)۔

نماز ظہر کا وقت عصر تک ہے۔

نماز ظہر کی بارہ رکعتیں ہیں۔ (۱) چار سنت (۲) چار فرض (۳) دو سنت (۴) دو نوافل۔

نمازِ عصر:

نماز عصر اول وقت میں ادا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے تھے جب کہ سورج کی روشنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، سیدہ، طاہرہ، زاہدہ، عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں موجود ہوتی اور ایک شخص مدینہ منورہ کے انتہائی علاقے سے ہو کر سورج کے زرد ہونے سے قبل واپس پہنچ جاتا تھا۔ (ایضا)۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے

ساتھ نمازِ عصر پڑھی۔ پھر ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں نمازِ عصر پڑھتے ہوئے پایا۔ میں عرض گزار ہوا چچا جان! یہ آپ نے کونسی نماز پڑھی ہے؟ فرمایا کہ نمازِ عصر اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز کا وقت ہے جو ہم آپ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد اول: کتاب مواقیت الصلوۃ: حدیث 519)

نمازِ عصر کا وقت غروب آفتاب سے پہلے تک ہے۔

نمازِ عصر کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ (۱) چار سنت، غیر مؤکدہ (۲) چار فرض۔

نمازِ مغرب:

مغرب کی نماز جلدی ادا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مغرب کی نماز جلدی پڑھنے کا معمول تھا، یہاں تک کہ نماز کے بعد تیر گرنے کی جگہ دکھائی دے سکتی تھی۔ (ایضاً)۔

نمازِ مغرب کا وقت عشاء تک ہے۔

نمازِ مغرب کی سات رکعتیں ہیں۔ (۱) تین فرض (۲) دو سنت (۳) دو نوافل۔

نمازِ عشاء:

حضور نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کبھی تاخیر سے اور کبھی جلدی ادا فرماتے تھے۔ (ایضاً)

نمازِ عشاء کا وقت صبح صادق تک ہے۔

نمازِ عشاء کی سترہ رکعتیں ہیں۔ (۱) چار سنت، غیر مؤکدہ (۲) چار فرض (۳) دو سنت (۴) دو نوافل (۵) تین وتر (۶) دو نوافل۔

مکروہ اوقات:

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے۔ وہ تین ہیں:

ا) طلوع آفتاب

ب) غروب آفتاب کا وقت

ج) استوائے شمس یعنی دوپہر

ا) طلوع آفتاب سے مطلب سورج کا کنارہ ظاہر ہونے کے وقت سے لے کر ہے اور نگاہ خیرہ ہونے تک کا وقت ہے۔ (تقریباً 20 منٹ کا وقت پورے طور پر طلوع آفتاب میں شمار ہوتا ہے)۔

ب) نصف النہار سے مراد یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کے وقت کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس وقت سے لے کر سورج ڈھلنے تک کا وقت نصف النہار کہلاتا ہے۔

ج) غروب آفتاب سے مراد یہ ہے کہ جب ڈوبنے سے پہلے نظر سورج پر ٹھہرنے لگے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک کا وقت بھی تقریباً 20 منٹ تک ہوتا ہے۔

ان تینوں اوقات میں معنی کراہت پائے جانے کا سبب یہ ہے کہ ان اوقات میں شیطان کی معاونت ہوتی ہے۔ مشرک قومیں اصنام و کواکب کی عبادت میں لگی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کی مخالفت مقصود ہے۔ بخاری کے سوا سب صحاح میں عقبہ بن عامر سے نبی پاک ﷺ کی حدیث مروی ہے۔

”تین وقتوں میں ہم کو حضور ﷺ منع کرتے تھے۔ نماز پڑھنے سے یا مردہ کو دفنانے

سے ایک تو جب آفتاب نکلے یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جب ٹھیک دوپہر کو کھڑے ہو یہاں تک کہ جھک جاوے تیسرے جب ڈوبنے کو ہو یہاں تک کہ ڈوب جاوے۔'' (سنن نسائی باب النہی عن الصلوٰۃ نصف النہار، جلد اول، ص 157)

۱) فرض کی تعریف:

فرض وہ فعل ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

۲) واجب کی تعریف:

واجب وہ فعل ہے اس کا قصداً ترک کرنا گناہ اور ترک کرنے سے نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور سہواً ترک ہو تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اس کا ایک بار چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار گناہ کبیرہ ہے۔

۳) سنت مؤکدہ کی تعریف:

وہ فعل ہے کہ اس کا ترک کرنا برا اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر استحقاق عذاب ہے۔

۴) سنت غیر مؤکدہ کی تعریف:

وہ فعل ہے کہ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں لیکن ناپسند ہوتا ہے۔

۵) مستحب کی تعریف:

وہ فعل ہے جس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہ ہو۔

۶) مباح کی تعریف:

وہ فعل ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو یعنی نہ ثواب نہ عذاب۔

۷) حرام کی تعریف:

وہ فعل ہے جس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس سے بچنا فرض و ثواب ہے۔

طریقہ نماز:

جب آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھنے کی نیت کرے۔

باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت:

نماز باجماعت ادا کرنے سے نماز کا ثواب ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی جماعت سے پڑھی ہوئی نماز سے اُس کی اپنے گھر یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز کا ثواب پچیس درجے کم ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف نکلے اور نہ نکالا ہو اُسے مگر نماز نے تو جو قدم بھی وہ رکھتا ہے اُس کے بدلے ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ جب نماز پڑھ لے تو فرشتے برابر اُس کے لئے دُعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ نماز کی جگہ پر رہے کہ اے اللہ! اِس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اِس پر مہربانی فرما اور تُم میں سے جو نماز کے انتظار میں رہے وہ برابر نماز میں شمار ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد اول: کتاب الاذان: حدیث 616) فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق نماز باجماعت ادا کر کے ستائیس گنا ثواب حاصل کرنا چاہیے۔

حالت نماز میں سر ڈھانپنا:

سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عام معمول عمامہ پہننے کا تھا۔ گو بعض روایتیں ایسی موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے صرف ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی ہے لیکن آپ ﷺ کے عام معمول کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل کسی عذر کی بنا پر ہوگا۔ بلا عذر کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا (جدید فقہی مسائل: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ص 58-57، بحوالہ درمختار، ص 87 مطبوعہ بگلی)۔ ننگے سر نماز ادا کرنا مکروہ ہے اس لئے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنی چاہیئے۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت:

نمازی کے سامنے سے گزرنا ارشاد نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ اس کا بڑا سخت گناہ ہے۔

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد نے انہیں حضرت ابو جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ پوچھنے کیلئے بھیجا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت ابو جہیم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو وہ آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس تک کھڑے رہنے کو بہتر شمار کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو یاد نہیں آیا کہ سعید نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد اول: کتاب الصلوٰۃ: حدیث 483)۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا سخت گناہ ہے۔

بدبودار اشیاء سے احتراز:

نبی کریم ﷺ کو فطری طور پر ظاہری و معنوی آلودگی سے شدید کراہت تھی۔ اگرچہ

ایک وضو کے ساتھ متعدد نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں مگر حضور ﷺ ہر نماز کیلئے الگ وضو فرماتے۔
اگرچہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو فطری طور پر خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کے استعمال میں خوشبو ہمیشہ رہی۔ اس نظافت طبع کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کو بدبودار اشیاء سے نفرت تھی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور: ص 228-229)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص لسن کھائے، پھر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص لسن پیاز اور گندنا (بدبودار ترکاریاں) سے کوئی شے کھائے وہ ہماری مساجد میں ہمارے نزدیک نہ آئے۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب الطعامہ، آداب طعام، حدیث 18)

فرمان نبوی ﷺ کے مطابق بدبودار اشیاء کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔

نماز کے بعد دعا مانگنا:

حضور ﷺ دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جو خدا سے نہیں مانگتا خدا اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ کو دعا کا بڑا اہتمام رہتا۔ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کھانا طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگنی چاہیئے، نہ کہ ہاتھ الٹے کر کے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 214)۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابو سفیان کیلئے خط میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے ہی ہر نماز کے بعد کہتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روکے اسے کوئی

دے نہیں سکتا۔ کوئی شان والا اپنی مرضی سے نفع نہیں پہنچا سکتا کیونکہ شان کا عطا کرنے والا تو ہے۔ (بخاری شریف، مترجم اردو، جلد سوم، حدیث 1256)۔

نماز کے بعد دعا مانگنی سنت ہے اس لئے نماز کے اختتام پر دعا مانگ کر سنت رسول اللہ ﷺ ادا کرنی چاہیئے تا کہ سنت کی ادائیگی کا ثواب حاصل ہو سکے اور حاجت روائی بھی اللہ کی طرف سے ہو جاتی ہے۔

نماز کے لیے صف بندی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ ہماری صفوں کو برابر کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے (صفوں کی درستی کیلیۓ) دیکھا تو ایک شخص کا سینہ اور لوگوں سے آگے نکلا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو درست کر لیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں پر فرق پیدا کر دے گا''۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''نماز کو درست اور مکمل ہونے میں صفوں کی درستی بھی داخل ہے''۔ روایت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کی درستی کیلیۓ ایک شخص کو مقرر کرتے تھے اور جب تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر نہ ہو جاتی کہ صفیں برابر ہو گئی ہیں اس وقت تک ''اللہ اکبر'' نہ کہتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بات کی حفاظت ونگہداشت کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کا نام لے کر فرمایا کرتے تھے ''تم آگے بڑھو اور تم پیچھے کو ہٹو''۔ (ترمذی شریف)۔ سنت کے مطابق نماز صف باندھ کر ادا کرنی چاہیئے۔

نماز کے لیے صف بندی کی ترتیب:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز

میں (یعنی نماز کیلئے جماعت کھڑے ہونے تک) ہمیں برابر کرنے کیلئے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے" برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدانہ کرے اس کی سزا میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں۔ فرماتے تھے: "تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب ہوں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا نمبر اس صفت میں ان کے قریب ہے کھڑے ہوں اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان کے قریب ہو"۔ (معارف الحدیث صفحہ 207 بحوالہ مسلم شریف)۔

حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ ﷺ نے پہلے مردوں کو صف بستہ کیا۔ اس کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔ (ایضاً صفحہ 210، بحوالہ ابوداؤد)۔

نماز کے ضروری مسائل:

☆ نماز میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک یا کئی واجب چھوٹ جائیں تو ایک ہی سجدہ سہو کرنا واجب ہے اس کے بعد نماز درست سمجھی جائیگی اور اگر سجدہ نہ کیا تو نماز نئے سرے سے پڑھنی پڑے گی۔

☆ اگر بھولے سے تین رکوع یا تین سجدے کر لیے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

☆ نماز میں الحمد شریف پڑھنا بھول گئے اور صرف سورت پڑھ کر یا پہلے سورت پڑھی اور بعد میں الحمد شریف پڑھی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے

☆ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئے تو آخری دو رکعتوں میں ملائیں اور آخر میں سجدہ سہو کرلیں۔

☆اور اگر آخری دو رکعتوں میں بھی سورت ملانا بھول گئے اور آخر میں التحیات میں یاد آگیا تو سجدہ سہو کرلیں نماز درست ہوجائیگی۔

☆سنت ونفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اگر کسی ایک میں بھی بھول گئے تو سجدہ سہو واجب ہے

☆الحمد شریف پڑھ کر سوچنے لگ گئے کہ کونسی سورت پڑھوں اور اتنی دیر سوچتے رہے کہ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکتا ہے تو سجدہ سہو لازم ہے۔

☆اگر کسی رکعت میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد شک ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اور سوچتے رہے اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں پھر یاد آگیا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو لازم ہے۔

☆تین یا چار رکعت والی فرض نماز پڑھ رہے ہوں یا قضاء وتروں اور ظہر کی پہلی چار سنتوں کی رکعتوں میں جب دو رکعت پر التحیات کیلئے بیٹھیں گے تو دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

☆نماز کے اندر التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ لیا اور الحمد شریف پڑھ لی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

☆نیت باندھنے کے بعد ثناء کی جگہ دعا قنوت یا فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد کی جگہ التحیات پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

☆تین یا چار رکعت والی نماز کے اندر درمیان میں بیٹھنا بھول گئے اور اگر سیدھے کھڑے ہوگئے تو اب واپس نہ لوٹیں بلکہ آخر میں سجدہ سہو کرلیں۔

☆اور اگر سیدھے کھڑے نہیں ہوئے بلکہ بیٹھنے کے قریب تھے تو بیٹھ جائیں لیکن اس

صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں۔

☆ اور اگر سیدھے کھڑے ہونے کے بعد واپس لوٹ آئے تو التحیات پڑھی جائیگی تو گناہ ہوگا اور سجدہ سہو بھی لازم ہوگا۔

☆ اور اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اگر یاد آجائے تو اب اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعتیں پوری کر دیں اور سجدہ سہو نہ کریں یہ نماز نفل ہو جائیگی فرض دوبارہ پڑھنے ضروری ہیں۔

☆ اور اگر چوتھی رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھی لیکن یہ سمجھ کر کہ ابھی دو رکعتیں ہوئی ہیں کھڑے ہو گئے تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آجائے تو بیٹھ جائیں اور التحیات پڑھے بغیر فوراً سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لیں۔

☆ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو اب ایک رکعت اور ملا لیں یہ کل چھ رکعتیں ہو گئیں چار فرض اور دو رکعت نفل شمار ہونگی اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کیا جائے گا۔

☆ اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعت تو اگر یہ شک اتفاق سے ہوا ہے یعنی پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تو نماز نئے سرے سے پڑھیں اور اگر ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے تو دل میں سوچیں کہ دل کا رجحان زیادہ کس طرف ہے اور اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے پر ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لیں اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں اور اگر زیادہ گمان یہ ہے کہ چار رکعتیں پڑھیں ہیں تو اب اور رکعت نہ ملائے اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں۔

☆ اور اگر سوچنے کے بعد بھی خیال دونوں طرف برابر ہے یعنی نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان ہے اور نہ چار رکعت کی طرف تو تین ہی رکعت سمجھی جائیں گی اور ایک رکعت اور ملا لیں لیکن اس صورت میں تیسری رکعت کے بعد بیٹھ کر التحیات پڑھیں پھر کھڑے ہو کر چوتھی رکعت پڑھیں اور سجدہ سہو بھی کریں۔

☆ نماز سے فارغ ہونے کے بعد شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں نماز ہوگئی۔

☆ اگر صحیح طور پر یاد آجائے کہ تین ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔

☆ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد شک ہو کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت اور اس دوران کسی سے بات بھی کر لی یا کوئی ایسا کام کر لیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر نئے سرے سے نماز پڑھیں۔

☆ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد اسی طرح کا شک ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک یقین نہ ہو تو اس وقت تک اس کا کوئی اعتبار نہیں لیکن اگر احتیاطاً نماز کو دوبارہ پڑھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ دل کی کھٹک باقی نہ رہے۔

☆ سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی کہ جس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو پھر وہ پہلا سجدہ سہو ہی کافی ہے۔

☆ نماز میں بھول سے سجدہ سہو واجب تھا لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گئے اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اس جگہ بیٹھے رہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا نہ کسی سے بات کی تو اب سجدہ سہو کر لیں تو نماز ہو جائے گی

☆ سجدہ سہو واجب تھا لیکن جان بوجھ کر سلام پھیر دیا کہ میں سجدہ سہو نہیں کروں گا تب بھی اگر کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سہو کا اختیار باقی رہتا ہے۔

☆ چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لیں اور سجدہ سہو کر لیں اور اگر کوئی ایسا کام کر لیا کہ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب نماز نئے سرے سے پڑھیں۔

☆ بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعا قنوت پڑھ لی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

تیسری رکعت میں دوبارہ پڑھیں اور سجدہ سہو کر لیں۔

☆ اگر وتر کی نماز میں یہ شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے کہ تیسری اور کسی ایک جانب زیادہ گمان بھی نہیں ہو رہا بلکہ دونوں طرف برابر گمان ہے تو اس میں دعائے قنوت پڑھیں اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑے ہو جائیں اور ایک رکعت اور پڑھیں اور اس میں بھی دعا قنوت پڑھیں اور آخیر میں سجدہ سہو کر لیں۔

☆ وتر میں دعا قنوت کی جگہ اگر سبحنک اللھم پڑھ لیا تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ اور اگر وتر میں دعا قنوت پڑھنا بھول جائے اور سورت پڑھنے کے بعد سیدھے رکوع میں چلے گئے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

☆ سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد اکٹھی دو تین سورتیں پڑھ لیں تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

☆ فرض نماز کی آخری دو یا ایک رکعت میں اگر سورت ملا لی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

☆ نماز کے شروع میں ثناء یا رکوع اور سجدہ میں یا رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ یاد نہیں رہا یا نیت باندھتے وقت کندھوں تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا آخیر رکعت میں درود شریف یا دعا پڑھنا بھول گئے تو ان تمام صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں۔

☆ اگر فرض نماز کی آخری دونوں رکعتوں میں یا ایک میں الحمد پڑھنا بھول گئے اور ایسے ہی خاموش کھڑے رہے اور رکوع کر لیا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔

☆ جو چیزیں نماز میں واجب ہیں اگر ان کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو سجدہ سہو سے ان کی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ نماز نئے سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اور جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں اور نہ واجب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے (بہشتی زیور ص ۳۶ ر ۴۷)

حجِ بیت اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے۔ فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔ عرض کی گئی پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کی گئی کہ پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ برائیوں سے پاک حج۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول: کتاب المناسک، حدیث 1422)۔

حضور ﷺ نے خود بھی حج کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور: ص 211)

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف ایک حج، دو عمرے اور ایک عمرہ قران ادا فرمائے۔ ابن کثیر اور دوسرے بہت سے سیرت نگاروں نے عمرہ صلح حدیبیہ کو شمار کر کے ان عمروں کی تعداد چار تک بیان کی ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 211)۔

آدابِ قربانی

مناسک حج سے فراغت کے بعد آپ ﷺ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے متعدد جانور بطور قربانی ذبح فرماتے۔ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے اپنی طرف سے 100 اونٹ قربان کیے جن میں سے 30 اونٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح فرمائے باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح کیے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، جامعہ پنجاب لاہور، ص: 213)

قربانی کے احکام:

قربانی سنت ہے، جو شخص قربانی کر سکتا ہے اس کے لئے اس کا ترک اچھا نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی کے نزدیک قربانی سنت ہے، باقی دوسرے (مجتہدین) حضرات کے نزدیک واجب ہے۔ سنت ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے لیکن تمہارے لئے وہ سنت ہے"۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا "تین چیزیں مجھ پر تو فرض ہیں مگر تمہارے لئے نفل ہیں۔ (۱) قربانی (۲) وتر اور (۳) فجر کی دو رکعتیں"۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:۔ جب عشرۂ ذوالحج آجائے اور تم میں کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور کھال کو بالکل نہ چھوئے (یعنی نہ بال مونڈے نہ کتروائے نہ فصد کھلوائے نہ پچھنے لگوائے) اس حدیث میں قربانی کو ارادہ اور خواہش سے متعلق کیا ہے اور جو حکم شرعاً واجب ہوتا ہے اس کا تعلق کرنے والے کے ارادے سے نہیں ہوتا کہ جی چاہے کرے جی چاہے نہ کرے (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ سنت ہے)۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، ص: 418 تا 419)

قربانی کا وقت:

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں قربانی کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو ابھی آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے یعنی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ قربانیوں کے گوشت دیکھے جو آپ ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کر دی گئی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھانے سے پہلے (جانور کو) ذبح کر لیا ہو تو وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے'' اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید قربان کے دن نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد ازیں قربانی کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ابھی نہ کی ہو اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام پر کرے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب العیدین، حدیث 931)

کتب احادیث میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کر لیا ہو اُسے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے۔ بخاری شریف میں ہے ''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کر دی وہ اس کے اپنے نفس کے لئے۔ (یعنی اس کے لئے قربانی کا اجر و ثواب نہیں ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی (کا جانور) ذبح کیا اس نے قربانی پوری کر لی اور مسلمانوں کے طریقے کو پالیا''۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب العیدین، حدیث 912)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا: ''جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی (تو وہ بکری قربانی کی نہ ہو سکی) بلکہ گوشت کی ہوگی''۔ یہ سُن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے

قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی، میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے (یعنی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے، (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا: ''ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں'' (کافی نہ ہوگی)۔ (صحیح بخاری شریف، مترجم اردو، جلد اول، کتاب العیدین، حدیث 905)

حضرت مخنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن سلیم سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، عرفہ کا دن تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو ہر گھر والے پر قربانی فرض ہے اور ایک عتیرہ ہے'' ''تم جانتے ہو عتیرہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ رجب المرجب کی قربانی ہے''۔ شروع اسلام میں ''عتیرہ'' واجب تھی عتیرہ اس مذبوح جانور کا نام ہے جو مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ذبح کرتے تھے پھر قربانی کے وجوب سے رجب المرجب کی قربانی منسوخ ہوگئی۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 928)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''(اسلام میں) نہ فرع نہ عتیرہ'' ''فرع'' اس کو کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جس جانور کا اول بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے اسلام میں اس کو منع فرمایا گیا ہے کہ اس سے کفار کی مشابہت ہے۔ ((شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 927)) لیکن قربانی کا وجوب حدیث شریف سے بھی ثابت ہے (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 926) قربانی واجب ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر: 2) (اے محبوب) اپنے رب کے لئے قربانی کریں''

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا

دودھ پینا مکروہ و ممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا، اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اجرت پر دینا، غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اس نے اُون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔

قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذبح کر دیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اس کے پیسے صدقہ کر دیں اگر کچھ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا اس کی قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ شریف)

قربانی کے وقت کی دعا:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَتَهٗ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيِّ ذَبَحَ بِيَدِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ۔ (مظاہر حق جدید: شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 921)

آج مسلمان قربانی کرے وہ (عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُمَّتِهٖ) کے الفاظ نہ کہے۔ بقیہ تمام

کلمات ذبح کرنے سے پہلے ادا کرے۔ کیونکہ یہی صحیح طریقہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ بالفرض اگر کسی کلمہ گو مسلمان کو یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو کم از کم بسم اللہ واللہ اکبر کہنا نہ بھولے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نورانی دست مبارک سے جانور کو ذبح کیا اور فرمایا: بسم اللہ واللہ اکبر اے میرے اللہ یہ میری طرف سے اور میری اُمت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکیں"۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 921)

قربانی کے جانور کی قسمیں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (1) گائے، (2) اونٹ اور (3) بکری۔ ان کی جتنی قسمیں ہیں، سب اس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہے۔ بکری میں بھیڑ، دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو میرے حصہ میں چھ ماہ کا بکری کا بچہ آیا، اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم یہی ذبح کرلو"۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 919)

وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں:

(1)۔ لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو، (2)۔ کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (3)۔ بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو، اور (4)۔ ایسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 924)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں "حضور نبی کریم ﷺ نے ٹوٹے سینگ

اور کٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (سینگ سے مُراد خول نہیں بلکہ خول کے نیچے گلی یا گوشت ہے۔ اگر مغز پورا ہے تو قربانی جائز ہے۔ اگرچہ خول ٹوٹا ہو)''۔

(شرح مشکوۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 923)

عیب دار جانور:

جانور کو جس وقت خریدا اس وقت اس میں عیب نہ تھا کہ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی بعد میں عیب پیدا ہو گیا تو اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالکِ نصاب نہیں تو اس کی قربانی کرے۔ یہ اس وقت کہ اس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی دوں گا اور منت پوری کرنے کے لئے بکری خریدی اس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہو گیا اس صورت میں فقیر کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

قربانی کے وقت جانور اچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا یہ عیب مضر نہیں قربانی ہو جائے گی۔ قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

گائے اور اونٹ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''گائے سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات کی طرف سے ہے''۔ (شرح مشکوۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 920)

قربانی کے جانور میں شرکت:

سات آدمیوں نے قربانی کے لئے گائے خریدی ان میں ایک کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے

قربانی کرو اور انہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وارثوں کی اجازت کے بغیر شرکاء نے قربانی کی، کسی کی نہ ہوئی۔

شرکاء میں سے ایک کی نیت اِس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی ہے تو جس نے اس سال کی نیت کی اس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہو سکتی۔ ان لوگوں کی یہ قربانی تطوع یا نفل ہوئی۔ ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت صدقہ کریں۔

جن پر قربانی واجب ہے:

(1)۔ مسلمان، (2)۔ مالدار، (3)۔ آزاد، (4)۔ مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

رسول کریم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا مجھے رسول کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔
(شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 922)

ذبح:

ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین (لبہ سینے کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں) گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اگر ذبح کی بجائے نحر کیا، تو جانور اس صورت میں بھی

حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ عوام الناس میں یہ جو مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ سے ذبح کیا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے اور بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔

مکروہات:

(1)۔ اونٹ کو نحر کی بجائے ذبح کرنا، (2)۔ گائے یا بکری وغیرہ کو ذبح کی بجائے نَحر کرنا، (3)۔ اونٹ کو تین جگہ سے نَحر کرنا، (4)۔ کند چھری سے ذبح کرنا، (5)۔ جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا، (6)۔ جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو لے جانا، (7)۔ ذبح کے وقت سر کٹ کر جدا ہو جانا، (8)۔ اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے، (9)۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا وجہ تکلیف پہنچے، (10)۔ ٹھنڈے ہونے سے پہلے کھال اتارنا، اعضاء کاٹنا، گردن کو توڑنا، گردن کی طرف سے ذبح کرنا، (11)۔ ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، (12)۔ جانور کا منہ ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا، (13)۔ قربانی کیلئے گائے خریدی پھر اس میں کچھ لوگوں کو شریک کر لیا۔ سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

قربانی کے مسائل:

(1)۔ سرور کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سنت ہے اور آپ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 922)

(2)۔ گائے اور اونٹ کی قربانی میں عقیقہ والا بھی شامل ہو سکتا ہے۔

(3)۔ خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں۔ خصی بکرے کا گوشت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسی طرح خصی بیل اور بھینسے کی قربانی بھی درست ہے۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 921)

(4)۔ بعد وصال مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر میت کے نام کی قربانی ہو تو اس کا سارا گوشت خیرات کر دیا جائے۔ اگر وارث اپنی جانب سے محض ثواب کے لئے میت کی طرف سے قربانی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر اور امیر سب کو کھلائے۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 922)

(5)۔ قربانی جانور کو ذبح کرنے سے ہوگی۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کی رقم (روپے) غریبوں میں تقسیم کرنے سے یا قصائی کی دکان سے ذبح شدہ جانور کا گوشت خرید کر تقسیم کرنے سے قربانی نہ ہوگی۔

(6)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی)

(7)۔ یہ ضروری نہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی قربانی کی جائے۔ بلکہ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی غروب آفتاب سے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے۔ (شرح مشکوٰۃ شریف اردو، جلد اول، ص: 926)

(8)۔ گائے کی قربانی میں جب مختلف افراد کی شرکت ہو تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ ہو۔ کیونکہ تولے بغیر تقسیم کرنے سے کم یا زیادہ ملنے کا احتمال ہو سکتا ہے اور وزن کرنا جائز ہے۔ (درمختار رد المختار)

(9)۔ بکری، گائے، اونٹ میں تمام قسمیں، نر و مادہ خصی و غیر خصی سبھی داخل ہیں۔

(10)۔ ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے۔ ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو، نہ پائے کاٹے جائیں اور نہ ہی چمڑا (کھال) اتارا جائے۔

(11)۔ قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے۔ دوسرے کو بھی دے سکتا ہے۔ غنی ہو یا فقیر۔

(12)۔ ذبح سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی وغیرہ دیں۔ بھوکا، پیاسا ذبح نہ کریں۔

ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ جانور کو آرام سے گرائیں اس کے سامنے چھری تیز نہ کریں بلکہ پہلے سے تیار رکھنی چاہیے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ شریف کی طرف ہو اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کرے۔

(13)۔ قربانی کی کھال اس کی جھول، رسی، گھنگرو، گلے کا ہار وغیرہ سب کچھ صدقہ کر دینا چاہیئے۔ کھال کو اگر اپنے استعمالِ میں لانا چاہیں تو جائز ہے۔ اگر بیچ دی ہے تو قیمت صدقہ کر دیں۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب المناسک، حدیث 1603)

(14)۔ ذبح کرنے والے کو اُجرت میں جانور کا چمڑہ (کھال) یا گوشت وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر اُجرت الگ دی اور پھر ان میں کوئی چیز تحفۃً دیتے ہیں تو جائز ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب المناسک، حدیث 1601)

(15)۔ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر دوسرے سے کرایا تو اپنے جانور کے پاس آ کر کھڑا ہو۔ اگر کسی دوسرے نے ذبح کیا اور چھری پر اپنا ہاتھ بھی رکھتا ہے تو دونوں کو بسم اللہ اور تکبیر کہنا واجب ہے۔ ایک نے قصداً بسم اللہ واللہ اکبر چھوڑ دی یہ سمجھ کر کہ دوسرے نے کہہ دی ہوگی تو جانور حلال نہ ہوا۔ (شرح مشکوۃ شریف اردو، جلد اول ص: 918)

(16)۔ اگر قربانی کے جانور پر آفت آئے تو اس کے بدلے قربانی واجب ہے۔

(17)۔ قربانی کے وقت اگر گائے حاملہ نکل آئے تو سات حصہ داروں کی قربانی درست ہوگی۔ (عالمگیری ص: 302، جلد 5)

(18)۔ صاحبِ نصاب شخص پر قرض لے کر قربانی کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ جو شخص صاحبِ

نصاب نہ ہو اُس کو قرض لے کر قربانی کرنا واجب نہیں۔

(19)۔قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا ایک اپنے لئے، ایک اپنے رشتے داروں کے لئے اور ایک فقراء کے لئے مستحب ہے تاہم اگر کوئی تمام گوشت خود رکھنا چاہے تو جائز ہے۔

(20)۔قربانی کا گوشت محرم الحرام سے پہلے ختم کرنا ضروری نہیں۔ وقت کی شرعاً کوئی قید نہیں جب تک چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔

(21)۔قربانی عید کے تین دنوں میں سے کسی دن بھی کرنا جائز ہے۔

(22)۔تیسرے دن مغرب تک قربانی کرنا جائز ہے یعنی غروب شمس تک۔ (شرح مشکوۃ شریف اردو، جلد اول، ص:926)

(23)۔قربانی کے دنوں کے اندر قربانی کرنے سے واجب ادا ہو جائے گا۔

(24)۔صاحبِ نصاب آدمی کا جانور اگر مر جائے یا گم ہو جائے تو دوبارہ جانور خرید کر اُسی سال قربانی کرنا واجب ہے اور اگر قربانی کے ایام گزر جائیں تو پھر اتنے پیسے واجب التصدق ہیں۔

(25)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنبہ کے جزعے (یعنی چھ ماہ کا بچہ) کی قربانی جائز ہے۔ (شرح مشکوۃ شریف اردو، جلد اول، ص:924)

(26)۔قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو بطور ثواب نہیں دیا جا سکتا لیکن بطور دنیاوی معاملات دیا جا سکتا ہے۔

(27)۔تنگ دست پر قربانی واجب نہیں۔ (شرح مشکوۃ شریف اردو، جلد اول، ص:928)

آدابِ جمعۃ المبارک

نماز جمعہ کی ابتداء:

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ معظّمہ ہی میں تھے کہ جمعہ کی اجازت ہوگئی تھی مگر وہاں نماز جمعہ ادا نہ کی جاسکی۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلا جمعہ بنو سالم بن عوف کی بستی میں پڑھا۔ ایک اور روایت کے مطابق مسجد نبوی شریف کے بعد دوسری مسجد جس میں سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے علاقے میں جوائی نامی شہر میں مسجد عبدالقیس تھی۔ (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور: ص 249)

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر آج اس جگہ، اس دن، اس ماہ اور اس سال نماز جمعہ فرض کر دی ہے جو یوم قیامت تک فرض رہے گی۔ لہٰذا جس کسی نے اس نماز کو سہل انگاری سے چھوڑ دیا یا اس کا انکار کیا تو خدا تعالیٰ اس کی حالت کو کبھی مجتمع نہیں کرے گا اور نہ اس کے کام میں برکت دے گا۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بلا عذر تین بار نماز جمعہ ترک کی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو آلودہ کر دے گا“۔ (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 249)۔

نماز جمعہ میں فرض رکعت کی تعداد دو ہے جو آنحضرت ﷺ سے امت نے قولاً و عملاً متواتر نقل کی ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز سفر اور نماز فجر دو دو رکعات ہیں۔ نماز جمعہ میں دو رکعت ہیں جس میں قصر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یونہی ارشاد ہوا ہے۔ (الخصائص، جلد 3، صفحہ 446)۔

نماز جمعہ کی اہمیت وفضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ O (الجمعہ۔9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کی اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو اور خرید وفروخت کو ترک کردو اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اے ایمان والو! اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کے واحد و یکتا ہونے کی تصدیق کی۔ جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کیلئے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لیے جلد چلو اور اذان کے بعد خرید وفروخت بند کردو۔ اگر تم اس بات کو سچ جانتے ہو کہ تجارت کے مقابلے میں جمعہ کی نماز تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر تین باتوں سے اظہار تفاخر کیا اولاً وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے محبوب ہیں تم نہیں۔ ثانیاً ہماری تو کتاب ہے تمہاری کوئی کتاب نہیں ہے۔ ثالثاً ہمارے لیے یوم السبت (ہفتہ کا دن) خاص ہے اور تمہارے لیے کوئی دن خاص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کی تکذیب فرمادی اور ان کے دعوؤں کو رد کردیا اور اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا:

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (الجمعہ۔6) ترجمہ: اے یہودیو! اگر تمہیں یہ خوش فہمی ہے کہ سب لوگوں میں سے صرف تم لوگ ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو (کہ موت کے بعد تم کو اپنے محبوب یعنی خدا تعالیٰ سے مل کر خوشی ہونی چاہئے)۔ ان کے دوسرے دعویٰ کی تردید اس طرح فرمائی:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعہ۔2) ترجمہ: اللہ ہی نے ان ان پڑھ لوگوں میں ایک عظیم الشان پیغمبر ان ہی میں سے معبوث فرمایا اور یہودیوں کی (جن کو صاحب کتاب ہونے پر ناز تھا) اس طرح مذمت فرمائی۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ترجمہ: جن لوگوں پر تورات اتاری گئی ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے۔ (یعنی بے عمل) اور ان کے تیسرے دعویٰ (یوم سبت پر تفاخر) کی تردید میں فرمادیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ (الجمعہ۔9) اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: **وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا** (الجمعہ۔11) اگر ان کو کوئی تجارت یا کھیل کی بات نظر آجاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں (پھیل جاتے ہیں) صورت واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ (تجارت) آتا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کیلئے مسجد سے نکل کر باہر چلے جاتے۔ جب ایک روز ایک قافلہ آپہنچا تو بہت سے لوگ مسجد سے نکل گئے۔ صرف بارہ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں۔ اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا۔ جب بھی یہی

صورت ہوئی کہ سب لوگ سوائے بارہ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آ گئے اس کے بعد دحیہ بن خلیفہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا۔ اس کے پاس کئی طرح کا سامان تجارت تھا۔ اس کے استقبال کیلئے مدینہ والے تالیاں اور نقارہ بجاتے باہر نکلے۔ اتفاقاً مدینہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگ (اسکی آمد کا غوغا سن کر) خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! مسجد میں کتنے آدمی ہیں''۔ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک خاتون۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کیلئے پتھروں پر نشان لگا دیئے جاتے۔ آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس شخص کو ہلاک کرتا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ اس آیت میں نقارہ اور تالیاں بجانے کو لہو سے تعبیر فرمایا ہے۔ ''تجارۃ'' سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو دحیہ کلبی لے کر آیا تھا۔ جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم اردو: مترجم حضرت شمس بریلوی: ص 433)

علاء بن عبد الرحمٰن نے بالا سناد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''روز جمعہ سے زیادہ بندگی اور عبادت والے دن میں نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا (یعنی روز جمعہ عبادت و بندگی کیلئے ہر دن سے افضل و برتر ہے)۔ زمین پر چلنے والا ہر جاندار (سوائے جن وانس) کے روز جمعہ سے ڈرتا ہے (کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہو گی) جمعہ کے دن مسجد کے ہر دروازے پر دو فرشتے آنے والے

لوگوں کو ترتیب وار درج کرتے ہیں۔ اول نمبر پر ایسا شخص ہوتا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنے والا۔ دوسرے نمبر پر گائے کی قربانی کرنے والا اور تیسرے نمبر پر ایسا شخص جس نے بکری کی قربانی کی ہو۔ پھر ایسا جیسے کسی نے مرغی اللہ کی راہ میں دی ہو۔ پھر ایسا جیسے کسی نے انڈا پیش کیا ہو۔ جب امام خطبہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے"۔ (ایضا)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا سب سے بہتر دن جس میں آفتاب طلوع اور غروب ہو جمعہ کا ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے زمین پر اتارے گئے۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس گھڑی میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا کرے گا۔ (غنیۃ الطالبین مترجم اردو: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، ص 434-433)۔

اصول شریعت کو اپنانا:

حضورﷺ کا فرمان ہے کہ جمعہ کے روز موئے زیر ناف کو صاف کرو، ناخن کاٹو اور مونچھوں کو پست کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ فطرت کے کاموں میں سے موئے زیر ناف کا صاف کرنا، ناخن کا کاٹنا اور مونچھوں کا پست کرنا ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد سوم، کتاب اللباس، ص 342) ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ پیدائشی یا فطری پانچ باتیں مسلمان پر لازم ہیں (1) ختنہ کروانا، (2) موئے زیر ناف کی صفائی کرنا، (3) مونچھیں کٹوانا (4) ناخن تراشنا اور (5) بغلوں کے بال اتارنا (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد سوم، کتاب اللباس، ص 343)۔

غسل کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر لینا چاہیے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب الجمعہ، حدیث 830)۔ جمعہ کے روز سنت کے مطابق غسل کرنا چاہیئے۔

صاف ستھرے کپڑے استعمال کرنا:

حضورﷺ نئے کپڑے خدا کی حمد اور شکر کے ساتھ عموماً جمعہ کے دن پہنتے، کپڑوں میں سب سے بڑھ کر سفید رنگ مرغوب تھا۔ فرمایا: ”حق یہ ہے کہ تمہارے لیے مسجدوں میں بھی اللہ کے سامنے جانے کا بہترین لباس سفید ہے“۔ فرمایا: ”سفید کپڑے پہنا کرو اور سفید ہی کپڑے سے اپنے مردوں کو کفن دو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔ (محسن انسانیتﷺ، نعیم صدیقی، ص 94-93)۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہﷺ نے: ”تم لوگوں میں سے اگر کوئی جمعہ کی نماز کیلئے علاوہ کاروباری یا محنت مزدوری کے لباس کے دو اور کپڑے بنا لے تو کوئی حرج نہیں ہے“۔ (مشکوۃ شریف مترجم اردو جلد اول، حدیث 1296)۔ جمعہ کے روز صاف ستھرے کپڑے پہن کر سنت رسول اللہﷺ ادا کرنی چاہیئے۔

خوشبو کا استعمال:

عمرو بن سلیم انصاری نے فرمایا کہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گواہی دیتا ہوں کہ اور انہوں نے فرمایا! میں رسول اللہﷺ پر گواہی دیتا ہوں کہ آپﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے روز خوشبو لگانا ہر بالغ پر واجب ہے جب کہ میسر ہو (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: کتاب الجمعہ، جلد اول

...یث 833)۔ سنت کے مطابق جمعہ کے روز خوشبو استعمال کرنی چاہیئے۔

تیل کا استعمال:

نماز جمعہ کے وقت تیل کا استعمال کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز جمعہ کے لئے تیل استعمال کئے بغیر نہ جاتے مگر جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت احرام میں ہوتے۔ (موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مترجم ص 15-152)۔ سنت کے مطابق جمعہ کے روز تیل لگانا چاہیئے۔

چار رکعت سنت قبل نماز جمعہ:

نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت ادا کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھتے اور درمیان میں سلام نہ پھیرتے (سنن ابن ماجہ شریف)۔ سنت کے مطابق نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت ادا کرنی چاہیئے۔

دو آدمیوں کے درمیان گھسنے کی ممانعت:

جمعہ کے روز پچھلی صفوں کو پھلانگ کر اگلی صفوں میں بیٹھنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے روز غسل کرے اور جتنی ہو سکے پاکی حاصل کرے۔ پھر تیل یا خوشبو لگائے۔ پھر روانہ ہو اور دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے۔ پس نماز پڑھے جو اس کیلئے لکھی گئی ہے۔ پھر جب امام نکل آئے تو خاموش رہے۔ تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش

دیئے جاتے ہیں''۔ (بخاری شریف جلد اول، کتاب الجمعہ، حدیث 861)۔ فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق جمعہ کے روز دو آدمیوں کے درمیان نہیں گھسنا چاہیئے۔

عصا پر قیام کی حالت میں خطبہ دینا:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب میدان جنگ میں خطبہ دیتے تو کمان پر دیتے اور جب جمعہ کے دن دیتے تو عصا پر دیتے (سنن ابن ماجہ شریف)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر بیٹھتے، پھر کھڑے ہو جاتے جیسے تم اب کرتے ہو۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب الجمعہ، حدیث 871)۔

دو زانو بیٹھنا:

خطبہ کے دوران دو زانو بیٹھنا فرمان نبوی ﷺ کے مطابق ہے۔ بہار شریعت میں ہے کہ خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیر، درمختار وغیرہ)

خطبہ توجہ سے سننا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا روز ہو تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلے آنے والوں کو لکھتے رہتے ہیں۔ جلد آنے والوں کی مثال اونٹ کی قربانی دینے والے جیسی ہے پھر اس جیسی جو گائے کی قربانی دے، پھر دنبہ، پھر مرغی، پھر انڈا جب امام نکل آئے تو اپنی ڈائریاں بند کر کے وعظ و نصیحت کو غور سے سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد اول، کتاب

جمعہ: حدیث (880)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن اس حالت میں جب کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو بات چیت میں مشغول ہو تو وہ گدھے کی مانند ہے کہ جس پر کتابیں لادی گئیں ہوں اور جو شخص اس (بات چیت میں مشغول رہنے والے) سے کہے ''چپ رہو'' تو اس کے لئے جمعہ کا ثواب نہیں ہے۔'' (مظاہر حق جدید، جلد اول، ص: 881) فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق خطبہ غور سے سننا چاہیئے۔

دوران خطبہ گفتگو کی ممانعت:

خطبہ کے دوران خاموش رہنا ارشاد نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم جمعہ کے روز اپنے ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو حرکت کی''۔ (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد اول، کتاب الجمعہ، حدیث 885)۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق دوران خطبہ خاموش رہنا چاہیئے۔

نمازِ ظہر اور نماز جمعہ دونوں کو ادا کرنا:

ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا عبد اللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ کے دن ہم امیروں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز جمعہ کو دیر سے پڑھتے ہیں۔ کہا ابو العالیہ نے کہ عبد اللہ بن صامت نے میری ران کو ایک تھپکی دی جس نے مجھے تکلیف دی اور کہا عبد اللہ بن صامت نے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تو ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری ران کو بھی تھپکی دے کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز اپنے وقت پر (ظہر کی) پڑھ لو اور اس کے ساتھ ہی (جمعہ) پڑھ لو۔ جمعہ نفلی ہو جائے گی۔ ابو العالیہ نے کہا اور عبد اللہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران کو بھی اپنا ہاتھ مار کر تھپکی دی۔

(مقیاس الصلوۃ: مولانا محمد عمر اچھروی: باب الجمعہ: ص260)

جمعہ کی نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جمعہ کی نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔ (مترجم نماز، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، محمد عبدالرحیم ناشر و تاجر، عزیز مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور، ص:34)

نماز جمعہ کے بعد دعا کرنا:

حضور ﷺ دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جو خدا سے نہیں مانگتا خدا اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ کو دعا کا بڑا اہتمام رہتا۔ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کھانا طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں کر کے

کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ (امتیازاً) اپنے ہم مجلس سے دور ہو کر بیٹھے ہوں یا کسی مصافحہ کرنے والے سے آپ ﷺ نے پہلے ہاتھ کھینچا ہوتا آنکہ وہ خود ہی ہاتھ نہ کھینچ لیتا''۔ (سیرت خیر الانام ﷺ :اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 225)۔

دوسرے کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت:

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی دوسرے کی جگہ نہ بیٹھے۔ نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں بیٹھے۔ میں نے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جمعہ میں؟ فرمایا کہ جمعہ اور دوسری نمازوں میں بھی یہی حکم ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو جلد اول: کتاب الجمعہ حدیث 862)

جمعہ کی رکعتیں:

جمعہ کی (فرض) دو رکعتیں ہیں جو خطبہ کے بعد امام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اگر جمعہ کی نماز نہ ملے تو چاہے تنہا چاہے جماعت کے ساتھ نماز ظہر (کی چار رکعتیں) پڑھ لے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، ص: 538)

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہوا کہ جمعہ اگر بشرائط خود صحیح نہ ہو تو جمعہ کو با جماعت پڑھا جائے تو وہ نفلی ہوگا اور نماز ظہر علیحدہ پڑھی جائے تو وہ فریضہ ادا ہو جائے گی۔ تو جمعہ کے دن جمعہ کی نماز اور ظہر کی نماز دونوں ایک وقت میں پڑھنا حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہوگئیں۔ (مقیاس الصلوۃ: حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، باب الجمعہ، ص 261-260)۔

مستحب ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اگر وقت میں گنجائش ہو تو چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں پچاس پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص، سورہ فاتحہ کے بعد پڑھے۔ حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چار رکعت پڑھے گا اپنا گھر جنت میں اپنی زندگی میں ہی دیکھ لے گا۔ (اس کو زندگی ہی میں جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جائے گا)۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، ص:539)

چار سنت قبل از جمعہ مؤکدہ ہیں:

جمعہ سے پہلے جو چار رکعت نماز سنت پڑھی جاتی ہے وہ مؤکدہ ہیں۔ اگر جمعہ کی نماز سے پہلے ادا نہ کی جا سکیں تو جمعہ کی نماز کے بعد ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ (مترجم نماز، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، محمد عبدالرحیم ناشر و تاجر، عزیز مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور، ص:34)

نماز جمعہ کی سنتیں گھر میں پڑھنا:

آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز سے پہلے اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی چار چار رکعت سنتیں پڑھتے تھے۔ نوافل نمازیں گھر میں پڑھنی افضل ہیں اسلئے آنحضرت ﷺ جمعہ کے بعد کی سنتیں گھر میں ہی پڑھا کرتے تھے۔ (مظاہر حق جدید، جلد اول ص:739)

ضروری مسائل:

(1) جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ خطبہ میں بھی حرام ہیں مثلاً کھانا، پینا، سلام و کلام وغیرہ کرنا یہاں تک کہ امر بالمعروف کرنا، سب حاضرین پر خطبہ سُننا اور چُپ رہنا فرض ہے، ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ خطیب نے کوئی دعائیہ کلمہ کہا تو سامعین کو ہاتھ اُٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ دو خطبوں کے درمیان بغیر ہاتھ اُٹھائے دل میں نیک دعا کرنا جائز ہے۔
(مترجم نماز، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، محمد عبدالرحیم، ناشر و تاجر عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور، ص:34)

(2) عورتوں پر نماز جمعہ فرض نہیں اور عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے اور اگرچہ الگ انتظام ہو کہ یا تو عورتیں چھت پر جائیں گی اور یہ بھی مکروہ ہے اور بغیر حائل کے مقابل عورات کھڑی ہوں تو نماز ہی فاسد ہوگی تنویر الابصار میں ہے واذا حاذتہ امراۃ ولا حائل بینھا

فی صلواۃ مطلقۃ فسدت صلواتہ، یعنی جب عورت نماز مطلقہ میں مرد کے محاذی ہو جائے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو اس مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، اسی میں ہے ویکرہ حضورھن الجماعۃ مطلقا علی المذھب، حنفی بہ مذہب پر خواتین کا جماعت کے لئے حاضر ہونا مطلقاً مکروہ ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے، الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ، یعنی ہر مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے، اور جن وجوہ کی بنا پر عورت کو مسجد میں حاضری سے روکا گیا اب وہ عام ہے، مثلاً مردوں عورتوں کا اختلاط اور اختلاط سے پیدا ہونے والا فتنہ، ھذا علت موجود ہے تو حکم باقی ہے۔ (دار الافتاء، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

(3) حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم ﷺ نے جمعہ کے دن جب کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو "گوٹ مارنے سے منع فرمایا ہے"۔ (مظاہر حق جدید، جلد اول ص:879)

(4) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم ﷺ نے فرمایا: "خطبہ کے وقت جلد حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو، کیونکہ آدمی (بھلائیوں کی جگہ سے بلا عذر) جتنا دور ہوتا جاتا ہے جنت کے داخل ہونے میں پیچھے رہے گا۔ اگرچہ جنت میں داخل ہو بھی جائے"۔ (مظاہر حق جدید، جلد اول، ص:878)

(5) "حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ سرتاج دو عالم ﷺ جب (خطبہ کے وقت) منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ہم اپنے منہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ کر لیتے" (مظاہر حق جدید، جلد اول، ص:889)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو جمعہ کی ایک رکعت (امام کے ساتھ) مل جائے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملائے (یعنی دوسری رکعت تنہا کھڑا ہو کر پوری کرے) اور جس شخص کو دونوں رکعتیں نہ ملیں تو اسے چاہئے کہ وہ چار رکعت پڑھے یا فرمایا کہ ظہر پڑھے"۔ (مظاہر حق جدید، جلد اول، ص:892)

نماز جنازہ کی نیت، دعا اور طریقہ ادائیگی:

نیت: نیت چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ، ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، دعا واسطے حاضر میت کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، پیچھے اس امام کے، اللہ اکبر

نماز جنازہ میں چار تکبیریں (اللہ اکبر) کہی جائیں، پہلی تکبیر کے بعد ثنا:

﴿سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَاءُ کَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ﴾

دوسری تکبیر کے بعد درود:

﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾

تیسری تکبیر کے بعد دعا اگر میت بالغ مرد یا عورت ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا. اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ. وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ﴾

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا﴾

اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو اِجْعَلْہُ کے بجائے اِجْعَلْھَا اور شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا کے بجائے

شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً پڑھنا چاہیے اور اَللّٰهُ اَکْبَر کہہ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔

میت کو قبر میں رکھتے وقت:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾

قبر پر مٹی ڈالتے وقت:

قبر پر مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے پہلی مرتبہ پڑھے، **مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ** (اسی زمین میں ہم نے تم کو پیدا کیا) دوسری مرتبہ **وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ** (اور اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے) اور تیسری مرتبہ **وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی** (اور اسی سے قیامت کے روز تم کو دوبارہ نکال کھڑا کریں گے) پڑھے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ھے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (البقرہ 148)

ترجمہ: بے شک اللہ جو چاہے کرے۔

درود شریف بھیجنا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو (الاحزاب 56)

نفلی عبادات

نمازِ پنجگانہ کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی نمازیں اور عبادات ہیں جن میں سے بعض فرض ہیں، بعض واجب، بعض سنت اور بعض مستحب ہیں۔ مثلاً نماز جمعہ، نماز جنازہ، نماز وتر، نماز عید الفطر، نماز عید الاضحیٰ، نماز سنت، نماز منت، نماز تسبیح، نماز حاجت، نماز اوابین، نماز غوثیہ (صلوٰۃ الاسرار)، نماز توبہ، نماز تراویح، نماز سورج گرہن، نماز چاند گرہن، نماز استخارہ، نماز استسقاء وغیرہ۔ (احکام القرآن: از محمد جلال الدین قادری: ص 441)۔

نوافل نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے:

حضرت عبداللہ ابن شفیق فرماتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی نفل نمازوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ پہلے میرے گھر میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھتے پھر مسجد تشریف لے جاتے اور وہاں لوگوں کے ہمراہ ظہر کی فرض نماز پڑھتے پھر آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں نماز پڑھتے اسی طرح آپ ﷺ مغرب کی نماز لوگوں کے ہمراہ مسجد میں ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لا کر دو رکعتیں نماز پڑھتے اور آپ ﷺ رات میں تہجد کی نماز کبھی نو رکعت پڑھا کرتے اِن میں وتر کی نماز بھی شامل ہوتی اور رات میں دیر تک کھڑے ہو کر اور دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور جس وقت آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو کھڑے ہی کھڑے رکوع و سجود میں چلے جایا کرتے تھے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو بیٹھے ہی ہوئے رکوع و سجود میں جایا کرتے تھے اور جب صبح صادق ہوتی تو دو رکعت فجر کی سنت پڑھ لیتے تھے پھر آپ ﷺ مسجد تشریف لے جاتے اور وہاں لوگوں کے ہمراہ فجر کی فرض نماز ادا فرماتے۔

تشریح:

یہ حدیث اس بات کی صریحی طور پر دلیل ہے کہ سنتیں گھر میں ہی پڑھنا افضل ہیں۔ (مظاہر حق جدید، جلد اول، ص: 740)

نمازِ تہجد:

نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لیے حضور ﷺ کو خصوصی حکم دیا گیا تھا۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل، آیت۔ 79)

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

احادیث مبارکہ میں بھی نمازِ تہجد کی بہت اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دو دو رکعت (نماز تہجد) پڑھے تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھا جائیگا۔ (نسائی، ابن ماجہ، حاکم)۔

اس نماز کو آپ ﷺ نے تمام زندگی پابندی وقت کے ساتھ ادا فرمایا اور سوائے ایک دو راتوں کے جبکہ آپ ﷺ کی طبیعت ناساز تھی۔ آپ ﷺ نے اس نماز کو ترک نہیں کیا۔

(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور: ص 205 بحوالہ البخاری: 285-284)۔

☆ نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر جاگنے کے بعد صبح صادق تک ہے۔

☆ نماز تہجد کی رکعات چار سے بارہ تک منقول ہیں جس قدر چاہیں پڑھیں۔ (بہشتی زیور)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری

امت میں بلند ترین درجہ والے حاملین قرآن اور رات کو تہجد پڑھنے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۰ ج ۱)

نمازِ اشراق:

نمازِ اشراق ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جائے نماز (مصلیٰ) پر خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا تو حضور ﷺ دو رکعت نمازِ اشراق ادا فرماتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا کر کے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے ''یہاں تک کہ نمازِ اشراق کا وقت ہو جاتا'' (سورج نکل آتا)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لیے اشراق کا وقت ہو جائے تو اس کی نماز فجر ایسی ہو جائے گی۔ جیسے کسی کا مقبول حج اور عمرہ۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھ کر طلوع آفتاب تک اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں سنت کی پیروی میں ایسا کرتا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین مترجم، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ: ص 490)۔

☆ نماز اشراق کا وقت سورج طلوع ہونے کے بیس منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے نماز اشراق کے دو نوافل ہیں۔ احادیث میں ایک مقبول حج و عمرے کا بتلایا گیا ہے۔ (ترمذی ص ۱۰۹ ج ۱)

نمازِ چاشت:

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کسی عمل کو عمداً ترک کرتے تھے (حالانکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو محبوب ہوتا) تو محض اس ڈر سے کہ اگر لوگ اس کام کو کریں گے تو ان پر فرض کر دیا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ نے نمازِ چاشت پابندی سے نہیں پڑھی لیکن میں اسے پڑھتی ہوں''۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو جلد اول: ابواب تقصیر الصلوۃ: حدیث 1056)۔

☆ اس نماز کا وقت نو دس بجے سے شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے اس کی کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ احادیث میں اس نماز کی بھی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ رزق میں وسعت اور فراخی کا سبب ہے۔ (مسلم ص ۲۴۹ رج ۱)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''غُنیۃ الطالبین'' میں چاشت کی نماز کے دو اوقات تحریر فرمائے ہیں۔ ایک جائز دوسرا مستحب! جائز وقت طلوع آفتاب سے نماز ظہر تک ہے اور مستحب وقت دن کے گرم ہونے سے زوال تک ہے۔ مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد قبا میں ایک جماعت کو چاشت پڑھتے دیکھا تو فرمایا کاش اِن لوگوں کو معلوم ہوتا کہ یہ کچھ اور دیر کر کے نماز پڑھتے تو افضل تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ چاشت کا وقت اس وقت ہے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہونے لگیں۔ بعد زوال چاشت پڑھنا بھی جائز ہے۔ حضرت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اوسط آسمان سے آفتاب کے ڈھل جانے پر چاشت (ساعت بسحہ) کا وقت ہے یہ نماز عاجزی کرنے والوں کی ہے اس کو سخت گرمی میں پڑھنا افضل ہے۔ اگر ظہر کی نماز تک چاشت کی نماز نہیں پڑھی ہے تو بعد نماز ظہر قضا کرنا مستحب ہے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اُردو، ص: 493)

نمازِ اوابین:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو پڑھے بعد نمازِ مغرب کے چھ رکعات اور بری بات نہ کرے ان کے بیچ میں، برابر ہوگا اس کا ثواب بارہ برس کی عبادت کے“۔ (فقہا نے اس نماز کو اوابین کا نام دیا ہے) (ترمذی شریف مترجم، جلد اول، باب الصلوۃ صفحہ 193)۔

صلوٰۃ اللیل:

رات کو بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں۔ رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگر چہ اتنی ہی دیر کیوں نہ ہو جتنی دیر میں بکری دوہ لی جاتی ہے اور فرض عشاء کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ صلوٰۃ اللیل ہے۔ رات کو سو کر اٹھنے کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں وہ تہجد ہے۔ سونے سے پہلے جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں (بہار شریعت: حصہ چہارم: ص 16، 15)۔

نیند کا غلبہ:

جو شخص رات میں نماز پڑھ رہا ہو اگر اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ سو جائے، کیونکہ بخاری اور مسلم (صحیحین) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو نماز کی حالت میں نیند غالب ہو جائے تو اس کو سو جانا چاہیے تا کہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اس لئے کہ اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ استغفار کے بجائے خود کو برا کہنے لگے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص: 478)

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی ہوئی ملاحظہ فرمائی، حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسی ہے وہ رات کو جب نماز پڑھتی ہیں تو جب سُست ہو جاتی ہیں یا ان کا بدن (نیند کے غلبہ سے) ڈھیلا پڑ جاتا ہے تو ہاتھ سے اس کا سہارا لے لیتی ہیں، آپ نے فرمایا اس رسی کو کھول دو۔ جب تک بدن میں چُستی رہے نماز پڑھو، اور جب تھک جاؤ یا نیند کا غلبہ ہو تو بیٹھ جاؤ۔ (ایضا)

صلوٰۃ التسبیح:

صلوٰۃ التسبیح ایک نفلی عبادت ہے جس کی فضیلت اور اجر و ثواب کا بیان حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو نہ نوازوں؟ کیا میں آپ پر نوازشات نہ کروں؟ کیا میں آپ کو ایسی دس چیزوں سے آگاہ نہ کروں؟ جب آپ ان کو سرانجام دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے' دانستہ نادانستہ' چھوٹے بڑے، خفیہ اور اعلانیہ تمام گناہ معاف فرمادے۔

وہ دس امور یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں 75 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ درج ذیل طریقہ سے پڑھیں:

1۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد: 15 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

2۔ اَعوذ بِسمِ اللہ اور سورۃ کے بعد: 10 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

3۔ رکوع میں تسبیح کے بعد: 10 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

4۔ تسبیح وتحمید کے بعد: 10 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

5۔ سجدہ میں تسبیح کے بعد: 10 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

6۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد: 10 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

7۔ دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد: 10 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر (بہار شریعت جلد چہارم)

نفل نمازیں:

عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضور ﷺ سے پوچھا نفل نماز مسجد میں پڑھنی زیادہ بہتر ہے یا گھر میں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تم دیکھتے ہو میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے، لیکن اس کے باوجود میں زیادہ پسند کرتا ہوں کہ نفل نمازیں مسجد کے بجائے اپنے گھر میں ادا کروں، البتہ فرض نمازیں مسجد میں پڑھنا ضروری ہیں۔ (شمائل رسول ﷺ، شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، تصوف فاؤنڈیشن، ص ۱۴۰)

نمازِ تراویح:

نماز تراویح ادا کرنا سنت رسول مقبول ﷺ ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ آدھی رات کے وقت باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ کتنے

ہی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کے وقت لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو دوسرے روز اور زیادہ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے چرچا کیا۔ پس مسجد میں حاضرین کی تعداد تیسری رات اور بھی بڑھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو نمازی اتنے تھے جو مسجد میں سما نہ رہے تھے لیکن آپ ﷺ جان بوجھ کر تشریف نہ لائے۔ آپ ﷺ صبح کی نماز کیلئے تشریف لائے یہاں تک کہ جب نماز فجر پڑھ چکے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا، رات کو تمہاری موجودگی مجھ پر پوشیدہ نہیں تھی لیکن میں جان بوجھ کر نہ آیا کہ مبادا یہ نماز تم پر فرض ہو جائے اور تمہارے عاجز آ جانے سے ڈرا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا۔ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول، کتاب الصیام، حدیث 1876)۔

وضاحت: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورے سے یہ نماز شروع کروائی۔ اس نماز کا نام نماز تراویح رکھا۔ اسے مسجد میں پڑھنا، نماز تراویح باجماعت ادا کرنا، اس کی بیس رکعتیں پڑھنا، یہ تمام باتیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے قرار پائی تھیں۔

درس قرآن کا اہتمام کرنا:

درس قرآن دینا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ''۔ میں عرض گزار ہوا کہ حضور! میں پڑھوں جبکہ قرآن مجید تو آپ ﷺ پر نازل فرمایا گیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ بیشک مجھے یہ پسند ہے کہ دوسرے کی زبان سے اسے سنوں۔ (بخاری شریف جلد سوم، کتاب التفسیر، حدیث 43)۔

نفلی روزے:

نفلی روزے رکھنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا رمضان المبارک کے علاوہ پورے شعبان کے روزے، ذوالحجہ کے نو ابتدائی ایام، یوم عاشورہ، ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں ہر ہفتے میں سے دو دن پیر اور جمعرات کے روزے رکھنے کا بھی معمول تھا، اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ روزے رکھتے تو اتنے رکھتے کہ محسوس ہوتا تھا اب آپ ﷺ کبھی افطار نہیں کریں گے اور جب افطار کرتے تھے تو لگتا تھا کہ اب آپ ﷺ کبھی روزے نہیں رکھیں گے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور: ص 210)

اسمائے حسنیٰ کا ذکر کرنا:

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام ہیں۔ انہیں جو کوئی بھی یاد کرے اور پڑھے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور وہ وتر (طاق) ہے۔ وہ وتر کو پسند فرماتا ہے۔ (بخاری شریف جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1332)۔

درود شریف کا ہدیہ پیش کرنا:

نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا نہ صرف مومنین کو حکم دیا گیا بلکہ خود اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی بھی سنت ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب 56)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک تحفہ نہ دے دوں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا تو ہمیں معلوم ہے لیکن ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجا کریں۔ فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد مصطفیٰ پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت دے حضرت محمد مصطفیٰ کو اور آل محمد کو جیسے تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا ہے اور بزرگی والا ہے۔ (بخاری شریف مترجم: جلد سوم کتاب الدعوات: حدیث 1282)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار رحمت بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار (ترمذی شریف مترجم: جلد اول: ابواب الوتر: ص 209)

روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ''دعا لٹکتی رہتی ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں اور اوپر نہیں چڑھتی جب تک درود نہ بھیجے تو اپنے نبی کریم ﷺ پر''۔ (ترمذی شریف مترجم: جلد اول، ابواب الوتر حدیث نمبر 209)۔

کتنا درود پڑھا جائے:

﴿عن ابی کعب قال قلت یا رسول الله انی اکثر الصلوة علیک فکم اجعل لک من صلوتی قال ماشت قلت الربع قال ما شت فان زدت فهو خیر قلت فالنصف قال ماشت فان زدت فهو خیر تلت فالثلثین قال ماشت فان زدت فهو خیر قلت اجعل صلوتی کلها قال اذا تکفی همک

ویغفرلک ذنبک وفی روایۃ ویبدل سیاتک حسنات﴾

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے شک آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں پس میں اپنے درود پڑھنے کے لئے کتنا وقت صرف کروں فرمایا جتنا چاہیں میں نے عرض کی چوتھا حصہ فرمایا جتنا چاہیں۔ پس اگر زیادہ کرے گا تو وہ بہتر ہوگا۔ عرض کی نصف حصہ فرمایا جتنا چاہیں۔ اگر زیادہ کرے گا تو وہ بہتر ہوگا عرض کی تین چوتھائی فرمایا جتنا چاہیں۔ اگر زیادہ کرے گا تو وہ بہتر ہے۔ حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں سارا وقت درود پر صرف کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تیری مشکلات کے لئے کافی ہوگا اور اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمادے گا اور ایک روایت میں ہے کہ تیری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ (انوار الصلوۃ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی محمد مختار الحق صدیقی فاضل بریلی دار العلوم کریمیہ رضویہ، دار السلام، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

درود پڑھنے کی برکت:

﴿عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلّی علی فی یومٍ الف مرۃٍ لم یمت حتی یری مقعدہ من الجنۃ﴾

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے درود پڑھا مجھ پر ہر دن ہزار بار تو نہیں مرے گا جب تک کہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ (انوار الصلوۃ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی محمد مختار الحق صدیقی فاضل بریلی دار العلوم کریمیہ رضویہ، دار السلام، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

درود مغفرت کا ذریعہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ

"جو شخص چھینک آنے پر یہ درود شریف پڑھے گا تو منجانب اللہ ایک پرندہ پیدا ہو گا جو عرش کے نیچے اپنے پر پھڑ پھڑائے گا اور عرض کرے گا کہ اے اللہ درود شریف پڑھنے والے کو بخش دے" (نماز کے مسائل، مرتبہ مفتی محمد عمر فاروق علوی، ص129)

درود پڑھنے والا جنت میں اپنا مقام دیکھتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ

"جو شخص جمعہ کے دن ہزار 1000 مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے" (نماز کے مسائل، مرتبہ مفتی محمد عمر فاروق علوی، ص129)

بسم اللہ شریف کی کثرت کا وظیفہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی علیہ السلام پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے نہیں اتری۔ وہ آیت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے، ہوائیں ساکن ہوگئیں، سمندر ٹھہر گیا، جانوروں نے کان لگا لئے، شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے اور پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے اس میں ضرور برکت ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی جہنم کے انیس داروغوں سے بچنا چاہے وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم بکثرت پڑھے۔ کیونکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بھی انیس حروف ہیں۔ ہر حرف فرشتے سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا، اسے ابن عطیہ نے بیان کیا ہے۔ اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ میں نے تیس سے او

فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے۔ یہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے **رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ** پڑھا تھا۔ اس میں بھی تیس سے اوپر حروف ہیں۔ اتنے ہی فرشتے اترے۔ اسی طرح **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** میں انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: تفسیر سورۃ الفاتحہ: ص 21)

مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے، ان کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ کہو۔ اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا ہے۔ ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ یہ بسم اللہ کی برکت ہے۔ اسی لیے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کام کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم سے شروع نہ کیا جائے، اس میں برکت نہیں ہوتی۔ (تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ الفاتحہ صفحہ 21)۔

مراقبہ:

مراقبہ کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ عمر مبارک کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کے مزاج مبارک میں ایک تبدیلی یہ آئی کہ آپ ﷺ خلوت کی تلاش میں رہتے۔ اس جستجو میں آپ ﷺ غار حرا میں پہنچے۔ اس میں کامل تنہائی اور یکسوئی میسر ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو یہ جگہ بہت پسند آئی۔ غار حرا میں آپ ﷺ نے کم و بیش چھ ماہ تک مراقبہ کیا۔

(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 94-93)۔

قیلولہ:

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر کیلئے لیٹ کر آرام کرنا قیلولہ کہلاتا ہے۔ یہ بھی

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک ہے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا چمڑے کا گدا بچھایا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سو جاتے تو میں (ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ ﷺ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتی اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا دیا کرتی۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔ ان کا بیان ہے کہ وہی خوشبو ان کے کفن کو لگائی گئی۔ (بخاری شریف جلد سوم کتاب الاستئذان، حدیث نمبر 1211)۔

دعا مانگنا:

ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی کیلئے دعا کرنا، اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا، گناہوں سے بچنے کی دعا کرنا، جنت طلب کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا نیز دوسروں کیلئے دعائے خیر کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کچھ طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگنی چاہیئے نہ کہ ہاتھ الٹے کر کے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، طاہرہ، زاہدہ، عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق آپ ﷺ جامع دعائیں مانگتے تھے اور آپ ﷺ دوسروں کو بھی یہی تلقین فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ جو مسلمان اپنے بھائی کیلئے اس کے پس پشت دعا مانگتا ہے تو ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا ہے نیز یہ دعا مانگتا ہے کہ یہ نعمت دعا کرنے والے کو بھی حاصل ہو۔ آپ ﷺ صبح و شام کے ہر معمول کو دعا سے شروع فرماتے

اور دعا ہی پر ختم فرماتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 214)۔

محفلِ ذکر کا انعقاد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ، باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح، تکبیر اور تحمید (بڑائی بیان کرنے اور تعریف کرنے) میں مشغول تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ جنت کو دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا سے اس کی طلب میں لگ جاتے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں دیکھا تو نہیں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے اچھا

تم گواہ رہو میں نے ان سب مجلس والوں کو بخش دیا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ گروہ ایسا مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا (لہذا اس کو بھی بخش دیا) (حضرت شیر ربانی" کا پیغام عصر حاضر کے نام: ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری، ص 13-14، بحوالہ بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

وعظ کیلئے دن مقرر کرنا:

حضور ﷺ ایسے وقت میں وعظ فرمایا کرتے تھے جب لوگ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر اطمینان سے سن سکیں۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپ روزانہ ہمیں وعظ سے مستفید فرمایا کریں۔ فرمایا کہ ایسا کرنے سے مجھے یہ بات روکتی ہے کہ میں تمہارے اکتا جانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں نے تم سے وعظ کہنے کے لیے دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہوا تھا ہمارے اکتا جانے کے ڈر سے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول، کتاب العلم، حدیث 70)۔

ایک بار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ گھر میں آتے تو اپنا وقت تین طرح کی مصروفیتوں میں صرف کرتے۔ کچھ وقت خدا کی عبادت میں صرف ہوتا، کچھ وقت اہل عیال کیلئے تھا اور کچھ وقت اپنے آرام کیلئے۔ پھر انہی اوقات میں سے ایک حصہ ملاقاتیوں کیلئے نکالتے جس میں مسجد کی عام مجالس کے علاوہ خصوصی گفتگو کرنے والے احباب یا مہمان آ کر ملتے یا کچھ لوگ ضروریات و حاجات لے کر آتے۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی، ص 109)۔

نماز جمعہ سے قبل ایسے لوگوں کے پاس جانا جو دین کا علم رکھتے ہوں اور ان

کو معرفت الٰہی حاصل ہو اور ان کی مجالس میں حاضر ہونا نماز (نفل) سے بڑھ کر ہے (یعنی اس کا ثواب بہت زیادہ ہے)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حدیث میں ہے کہ علم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز ''نفل'' سے بہتر ہے۔ (غنیۃ الطالبین: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، ص 439-438)۔

اہل ایمان کو ایصال ثواب:

ایصال ثواب ایک رسم اور بدعت نہیں ہے بلکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ پس قربانی کے لیے ایسا مینڈھا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! چھری لاؤ'' پھر فرمایا: ''اسے پتھر پر تیز کرو''۔ میں نے اس کو تیز کیا پھر آپ ﷺ نے چھری لی۔ مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا اور ذبح فرمانے لگے، پھر فرمایا: ''اللہ کے نام سے اے اللہ! محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے اسے قبول فرما، پھر اس کی قربانی کی'' (مسلم، باب استحباب الاضحیہ و ذبحھا مباشرہ)۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں کیا میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کروں'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں کرو'' میں نے عرض کی ''کونسا صدقہ افضل ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''پانی پلانا'' (نسائی)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ جب تم میں سے کوئی شخص کچھ خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے ماں باپ کی طرف سے کرے کیونکہ اس کا ثواب ان دونوں کو ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا (طبرانی اوسط)۔

مسئلہ:

فرائض اور واجبات کا ثواب پہنچانا منع ہے البتہ نفلی کاموں، نفل نمازوں، تلاوت، تسبیحات اور دوسرے غیر واجب اعمال کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔ (عملِ مختصر ثواب زیادہ، عمر بک سنٹر، الفضل مارکیٹ، قذافی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، ص:47)

اشاعتِ دین:

نبی کریم ﷺ نے کتاب اللہ کے تحفظ کے لیے ابتداء ہی سے تحریری اشاعت کا بندوبست کیا۔ جب بھی آپ ﷺ پر کوئی قرآنی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے اولاً مردوں کو پڑھ کر سناتے، پھر عورتوں کو، مگر آپ ﷺ صرف سنانا کافی نہ سمجھتے تھے بلکہ آپ ﷺ کسی کاتب کو بلا کر خود لکھواتے پھر اس سے پڑھوا کر سنتے اور ضرورت کے مطابق تصحیح کراتے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اس کے نسخے ہر مسلمان اپنے گھر میں رکھے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ، پنجاب لاہور، ص 31-32)

جنازے میں شمولیت کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو جنازے کے ساتھ گیا ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت اور اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی اور اس کے دفن سے فارغ ہوا تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے جبکہ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جس نے اس پر نماز پڑھی اور اسے دفن کرنے سے پہلے لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا (صحیح بخاری مترجم، جلد اول، کتاب الایمان، حدیث 45)۔

سجدہ تعظیمی کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ رسالت

میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ''اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر آئے اسے سجدہ کرے۔ اس فضیلت کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر دی (فاضل بریلوی اور امور بدعت: سید محمد فاروق القادری، ص 162)

تعلی بن مرۃ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک روز حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ ایک اونٹ بولتا ہوا آیا۔ قریب آ کر حضور ﷺ کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سجدہ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے'' (فاضل بریلوی اور امور بدعت: سید محمد فاروق القادری، ص 163)۔

حضرت قیش بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: ''میں شہر حیرہ (نزد کوفہ) گیا، وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے حکمران کو سجدہ کرتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ زیادہ مستحق سجدہ ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے میں نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کو سجدے کا حکم فرماتا اس حق کے سبب جو اللہ نے ان پر رکھا ہے'' (فاضل بریلوی اور امور بدعت: سید محمد فاروق القادری، ص 165)۔ ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو، نہ ان پر بیٹھو (فاضل بریلوی اور امور بدعت: سید محمد فاروق القادری، ص 166 بحوالہ ابوداؤ، ترمذی، نسائی)۔ زمین بوسی بھی حرام ہے'' عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے۔ چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں'' (فاضل بریلوی اور امور بدعت: سید محمد فاروق القادری، ص 168 بحوالہ شرح ہدایہ جلد 4، ص 43)۔

درس گاہ کا قیام:

عہد نبوی ﷺ میں درس کے لیے صرف ایک جامع کتاب رکھی گئی یعنی قرآن مجید جس میں سارے ہی علوم کی بنیادی چیزیں ہیں۔ عقائد و عبادات بھی، قانون بھی، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بھی، تاریخ عالم بھی، اخلاق اور طریقہ معاشرت بھی۔ ہجرت سے قبل ہی مکہ معظمہ میں قرآن کریم لکھ کر محفوظ کیا جانا شروع کر دیا گیا تھا۔ مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی اس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کا پڑھنا سمجھنا کسی کنبے اور کسی ایک ذات کے لوگوں سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ ہی سے ایک عالم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیجا گیا۔ ان کی کوششوں سے سال ڈیڑھ سال میں کوئی سو کے قریب خاندان مسلمان ہو گئے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف بنی تو اس میں صفہ کے نام سے ایک اقامتی تعلیم گاہ بھی قائم کی گئی۔ اس میں لکھنے پڑھنے جیسی سادہ تعلیم سے لے کر دین، قانون، سلوک اور اخلاق کی اعلیٰ تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ عہد نبوی ﷺ میں مدینہ منورہ ہی میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ نو مسجدیں تھیں اور ہر ایک میں مدرسہ بھی تھا۔ اہل محلہ وہیں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ابن حزم کے مطابق صحابیات میں سے بیس کے قریب صاحب فتویٰ فقیہ تھیں۔ باہر سے مسلمان مدینہ منورہ آتے اور تعلیم و تربیت حاصل کر کے اپنے علاقوں کو واپس جا کر وہاں معلم بنتے (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 179-178)۔

دینی تقریبات و محافل کا اہتمام کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو دن رات خفیہ اور ظاہرہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے۔ آپ ﷺ لوگوں کی مجلسوں، ان کے جلسوں، ان کی محفلوں اور حج کے موسموں میں ان کے پاس جاتے۔ آپ ﷺ کو جو بھی ملتا وہ آزاد ہوتا یا غلام، کمزور ہوتا یا طاقتور، مال دار

ہوتا یا فقیر آپ ﷺ ان کو دعوت اسلام دیتے۔ اس بارے میں تمام مخلوق آپ ﷺ کے نزدیک یکساں تھی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 287)۔

نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو دعوتِ اسلام دینی چاہیئے۔ اور اُن کو دینی مسائل سمجھنے چاہئیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ نماز ادا کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں لیکن نماز کی ادائیگی کا صحیح طریقہ نہیں آتا۔

غیر شرعی تقریبات و مجالس سے اجتناب کرنا:

مشرکانہ تقریبات سے اجتناب کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور ﷺ اپنی قوم کی کسی مشرکانہ تقریب میں کبھی شامل نہ ہوئے۔ آپ ﷺ کا بچپن، لڑکپن اور جوانی نہایت پاکبازی اور راست بازی میں گزری۔ بدگوئی، فحش بیانی، غیر مہذب اور آوارہ عادتوں سے بھی دور تھے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کبھی میلے ٹھیلے میں شرکت کی اور نہ لہو و لعب میں شامل ہوئے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 84-85)۔

اولیاء اللہ دلوں کے جاسوس ہیں

”جب تم اہلِ صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو۔ کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں۔ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں کو دیکھ لیتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر ہو جاؤں (بخاری شریف)

شمائل

حیاء:

آپ ﷺ نے حیاء کو ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے " الحیاء من الایمان"۔

حضور ﷺ پیدائشی طور پر شرم و حیاء کے پیکر اتم تھے، چنانچہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کان رسول اللہ ﷺ اشد حیاء من العنداء فی خدرھا'' یعنی آپ ﷺ پردہ دار دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے (سیرت خیرالانام ﷺ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور)۔

تنہا پسندی و تخلیہ:

تنہا پسندی اختیار کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے ''غار حرا'' میں اعتکاف کیا۔ عمر مبارک کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کے مزاج میں ایک تبدیلی یہ آئی کہ آپ ﷺ خلوت کی تلاش میں رہتے۔ اسی جستجو میں آپ ﷺ غار حرا میں پہنچے۔ جو آپ ﷺ کو دشوار گزار راستے، کعبہ کے سامنے ہونے نیز اس میں کامل تنہائی اور یکسوئی میسر ہونے کی وجہ سے بے حد پسند آئی۔ جب حضور ﷺ یہاں پہلی بار گئے تو کچھ توشہ ساتھ لیا۔ پھر آپ ﷺ کا یہ معمول بن گیا کہ کچھ دنوں کے بعد گھر تشریف لاتے اور ایک آدھ دن قیام کر کے اور توشہ لے کر پھر اِس غار میں تشریف لے جاتے ادھر سے گزرنے والے مسافروں اور مساکین کو بھی آنحضرت ﷺ شریک طعام کر لیا کرتے (سیرت خیرالانام ﷺ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 93)۔

آنحضرت ﷺ کا گوشہ نشینی کے متعلق ارشاد ہے ''گوشہ نشینی اختیار کرو، گوشہ تنہائی میں بیٹھنا بھی عبادت ہے'' آپ نے فرمایا: ''مومن وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے''۔ یہ بھی ارشاد فرمایا: ''سب سے افضل آدمی وہ ہے جو گوشہ گیر ہو کر لوگوں سے اپنی برائی کو روکے رکھے (لوگ اس کی برائی سے محفوظ رہیں)''۔ حدیث کے بعض الفاظ میں آیا ہے۔ ''آپ نے فرمایا مسافر وہ ہے جو اپنے دین سے بھاگتا ہے''۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص: 93)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جو صلحائے سلف میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ ''یہ زمانہ خاموش رہنے اور گھر بیٹھے رہنے کا زمانہ ہے۔'' جب حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیق میں اپنے گھر کے اندر سب سے الگ ہو کر بیٹھ رہے (نکلنا اور ملنا جلنا بند کر دیا) تو لوگوں نے کہا آپ نے بازاروں کا جانا، اور اجتماع میں شرکت کرنا کیوں چھوڑ دیا اور آپ تنہائی پسند کیوں ہو گئے؟ فرمایا میں نے بازاروں کو بیہودہ اور لوگوں کے جلسوں کو لہو ولعب کی جگہ پایا، اس لئے میں نے گوشہ نشینی ہی میں عافیت سمجھی۔ (ایضاً)

وھب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں پچاس برس تک لوگوں سے ملتا جلتا رہا مگر اتنی مدت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو میرا ایک قصور معاف کر دیتا، میرا ایک عیب چھپاتا، غصہ کی حالت میں مجھ سے درگذر کرتا، نہ کوئی ایسا شخص نظر آیا جو حرص و ہوا میں مبتلا نہ ہو (ہر شخص کو اپنی خواہشات کے گھوڑے پر سوار پایا)۔ (ایضاً)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مدت تک لوگوں کو میل جول (معاشرہ) دین کے زیر اثر رہا۔ دین گیا تو معاشرہ شرافت نفس کے زیر اثر آگیا، شرافت نفس بھی گئی تو شرم و حیا کے تحت رہا۔ جب وہ بھی رخصت ہو گئی تو اب لوگ رغبت اور خوف سے زندگی بسر کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سخت حالات پیش آنے والے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم اردو، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص: 94 ,93)

ایک دانا کا قول ہے کہ عبادت کے دس حصے ہیں۔ نو حصے تو خاموشی میں ہیں اور ایک گوشہ نشینی میں۔ میں نے خاموش رہنے پر نفس کو آمادہ کیا مگر میرا قابو نہ چلا تو میں گوشہ نشینی کی طرف مائل ہو گیا تو مجھے وہ نو حصے بھی مل گئے۔ اسی دانا کا ارشاد ہے کہ قبر سے بڑا کوئی واعظ نہیں، کتاب سے زیادہ دل بستگی کے لئے کوئی چیز نہیں اور تنہائی (گوشہ نشینی) سے زیادہ کسی شے میں عافیت نہیں۔ (ایضاً، ص: 94)

بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم کی طلب دنیا سے فرار کے لئے ہوتی ہے۔ دنیا کو طلب کرنے کے لئے نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس شخص کی ہم نشینی بہتر ہے؟ فرمایا اس شخص کی جس کے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آجائے اور اس کے علم سے آخرت یاد آئے اور جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو۔ (ایضاً)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصیحت فرماتے ہیں! ''اے حواریو! اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو گنہگاروں سے نفرت کرو، اللہ کا قرب چاہتے ہو تو نافرمانوں سے دور رہو، اللہ کی خوشنودی اس کے دشمنوں کی ناراضگی میں ہے''۔ (ایضاً)

اگر میل جول کے بغیر چارہ نہ ہو تو علماء کی صحبت اختیار کرو کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے علماء کی ہم نشینی عبادت ہے یہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل کو فکر میں، جسم کو صبر میں، اور آنکھوں کو گریہ وزاری میں مصروف رکھے، کل کی روزی کی فکر نہ کرو اس لئے کہ یہ گناہ ہے جو اعمالنامے میں لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مسجدوں سے چمٹے رہو (مسجدوں میں جانا لازمی رکھو)۔ اللہ کے گھر کو آباد رکھنے والے اہل اللہ ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجدوں میں زیادہ آمد و رفت رکھنے والا کبھی اپنے ایسے بھائی سے ملاقات کر لیتا ہے جس کے گناہ بخشے جا چکے ہیں، کبھی وہ اس رحمت کو پا

لیتا ہے جس کا وہ منتظر ہوتا ہے، کبھی ہدایت کا راستہ بتانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا لفظ اس کو مل جاتا ہے (ایسی باتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو ہدایت کا راستہ بتانے والی اور ہلاکت سے بچانے والی ہیں) عمدہ اور عجیب علم حاصل ہوتا ہے، محبت اور خدا کے خوف کے باعث وہ گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

فضیلت علم و علماء:

نبی کریم ﷺ نے علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ نے علم قرآن کے حصول کو رحمت الٰہی کا موجب قرار دیا ہے۔ نیز طلب علم کو جنت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف میں آپ ﷺ نے اس علم و ہدایت کو جو آپ ﷺ کو خدا کی طرف سے ملا فراواں بارش سے تشبیہ دی ہے (جو ثمر آور ہوتی ہے)۔

نبی کریم ﷺ نے رفاہ عامہ کی خاطر بے غرض حصول علم اور بے غرض اشاعت علم کو بہت سراہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں علیم ہوں اور ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہوں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم کا سیکھنا اور سکھانا ذکر خدا کی طرح فضیلت رکھتا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خود مجھے اللہ تعالیٰ نے علم کتاب سکھانے کیلئے بھیجا (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور: ص 543)۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن کریم خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

(بخاری شریف مترجم اردو جلد سوم: کتاب التفسیر: حدیث 20)

کتابت کتاب و سنت:

نبی کریم ﷺ خوشنویسی کا کام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیتے

تھے۔ آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے تحفظ کے لیے ابتداء ہی سے تحریری اشاعت کا بندوبست کیا۔ جب بھی آپ ﷺ پر قرآنی آیات نازل ہوتیں تو آپ ﷺ انہیں اولاً مردوں کو پڑھ کر سناتے، پھر مستورات کو، مگر آپ ﷺ صرف سنانا کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ ﷺ کسی کاتب کو بلا کر لکھواتے پھر اس سے پڑھوا کر سنتے اور ضرورت کے مطابق اس میں تصحیح کرواتے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قرآن مجید کے نسخے ہر مسلمان کے گھر میں ہونے چاہئیں (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 31-32)۔

مزدوری کرنا:

مَابَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ فَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ کُنْتُ اَرْعَاھَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی معبوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا۔ کیا آپ ﷺ نے بھی؟ فرمایا ہاں! میں نے بھی چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں (بخاری شریف، جلد اول: کتاب الاجارہ: حدیث 2107)۔

سخاوت وفیاضی:

حضور ﷺ کی فیاضی اور دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ ادھار لے کر سائل کی حاجت پوری فرما دیتے۔ بقول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز ذخیرہ نہیں رہتی تھی۔ یہ بھی حضور ﷺ کی شان رحمت عالم اور سخاوت عامہ کا نتیجہ تھا کہ اگر کوئی آپ ﷺ کے زیر استعمال بالکل نئی چیز بھی آپ ﷺ سے طلب کرتا اگرچہ وہ آپ ﷺ کو بہت ہی پسند ہوتی تو وہ بھی آپ ﷺ اس سائل کو عطا فرما دیتے۔ بعض اوقات جس مالک سے چیز خریدتے، قیمت ادا کرنے کے بعد وہ چیز اسی کو ہدیہ کر دیتے۔ آپ ﷺ کی فرط سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر بر بنائے تنگی وقت کچھ مال بچ

رہتا تو آپ ﷺ کی طبیعت پر یہ بہت گراں گزرتا اور آپ ﷺ کا سکون اور آرام ختم ہو جاتا۔
(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور: جلد 19: ص 119) کیونکہ آپ ﷺ مال و دولت کو ہر وقت گردش میں رکھنے کا سبق دنیا بھر کو دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اسی لیے مال و دولت کو جمع کر کے اس کے انبار لگانے کی ممانعت سورۃ ھمزۃ (پارہ 30) میں ملتی ہے اور اسکی وعید بھی۔

شفقت و محبت:

عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے محبت و شفقت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

آپ ﷺ نے نہ صرف خود رشتہ داروں سے محبت کی ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے محبت باہمی کا ایک بہترین نمونہ چھوڑا ہے اور اس کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: جلد 19: ص 137)

غریبوں کی معاونت:

غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کے مطابق زمانہ قبل از نبوت میں بھی حضور ﷺ ہمیشہ غریبوں، محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے خیر خواہ، بیواؤں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر بلکہ ان کو کما کر دینے والے رہے۔ دوسروں کے لیے آپ ﷺ کے دل میں شفقت و محبت کا بے پناہ جذبہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہاں دین کی تعبیر ہی دوسروں کی خیر خواہی کا نام تھا (سیرت الاخیر نام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور)۔

اہل مجلس سے یکساں برتاؤ:

حضور نبی کریم ﷺ ہمیشہ مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ

مل جل کر بیٹھتے کہ باہر سے آنے والے کو کوئی امتیاز محسوس نہ ہوتا۔ عام مجالس میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ اپنے تمام دوستوں سے ایسا محبت بھرا سلوک کرتے کہ ان کو یہ گمان گزرتا کہ وہی سب سے زیادہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب، لاہور)۔

حاجت برآری:

حضور نبی کریم ﷺ حاجت مندوں کی حاجت کو پورا کر دیتے خواہ آپ ﷺ کو ادھار لے کر ہی پوری کرنی پڑتی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جب بھی کچھ مانگا گیا، آپ ﷺ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ ایک موقع پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ کو ان کے اونٹ کی قیمت ادا کر دینے کے بعد وہ اونٹ انہی کو واپس کر دیا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا ہوا تھا کہ مرنے والوں کا ترکہ ان کے وارثوں کیلئے ہے اور قرضہ میرے ذمے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ص 239-238)۔

سیر و سیاحت:

حضور ﷺ انسانیت کے درجہ کمال پر تھے۔ آپ ﷺ نے انسانیت کی ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی فرمائی اور کوئی ایسا گوشہ زندگی نہ چھوڑا جس میں آپ ﷺ نے انسانیت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو۔ سیر کرنا بھی انسانی صحت کیلئے بہت ضروری ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انسانیت کی رہنمائی کیلئے سیر کی تاکہ لوگ اس کے فوائد سے مستفید ہو سکیں۔

شخصی طور پر آپ ﷺ کو باغوں کی سیر کا شوق تھا، کبھی تنہا اور کبھی رفقاء کے ساتھ باغوں میں چلے جاتے اور وہیں مجلس آرائی بھی ہو جاتی۔ کبھی تفریحاً کسی کنوئیں میں پاؤں

لٹکا کر اس کے دہانے پر بیٹھ جاتے۔ (محسن انسانیت ﷺ از نعیم صدیقی، ص 120-119)۔

حسنِ اخلاق:

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم ط ترجمہ: یعنی بے شک آپ خلق عظیم کے درجہ اتم پر فائز ہیں۔ خوش خلقی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے (بھی) مبعوث کیا گیا ہوں۔ (حدیث نبوی)

انسانی معاشرہ باہمی ربط وارتباط سے تشکیل پذیر ہوتا ہے۔ اس باہمی ارتباط سے جو رشتے استوار ہوتے ہیں ان کی عمدہ طریقے پر ادائیگی حقوق العباد کہلاتی ہے، جسے معاملات کا نام بھی دیا جاتا ہے اور حسن معاملات خوش اخلاقی کا دوسرا نام ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے پورے انسانی معاشرے کو بحیثیت ایک کنبے، ایک قبیلے اور ایک وحدت کے تصور کیا۔ بنی آدم کو بلا امتیاز رنگ ونسل، ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کئے۔ آپ ﷺ کی نگاہ میں عربی، عجمی، کالے اور گورے کی تفریق ہمیشہ بے معنی رہی کیونکہ **وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ** یعنی اللہ پاک نے بنی آدم کو عزت واکرام سے نوازا ہے یہی احترام آدمیت خوش خلقی کی بنیاد ہے کہ جس کو اللہ عزت دے اسے اس سے محروم رکھنے والا کیسے محترم کہلا سکتا ہے؟

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں جس چیز نے سب سے زیادہ لوگوں کو متاثر کیا اور آپ ﷺ کا گرویدہ بنایا، وہ آپ ﷺ کا حسن خلق اور طرز معاشرت تھا۔ آپ ﷺ بنی نوع انسان کے لیے پدرانہ وپیغمبرانہ محبت وشفقت، نرمی اور عفو ودرگزر کا بحر بے کراں تھے کیونکہ بطور رحمۃ للعالمین یہ آپ ﷺ کا منصبی تقاضا تھا۔ یہی جذبہ آپ ﷺ کی تمام حیات طیبہ پر چھایا ہوا تھا۔ عالمی رحمت کے یہ جذبات آپ ﷺ کے سینہ اطہر میں ہمیشہ موجزن

رہے۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق آپ ﷺ ہمیشہ غریبوں محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے بہی خواہ، بیواؤں اور ضعیفوں کے حامی وناصر بلکہ ان کی دامے درہمے بھی مدد فرماتے۔ بقول مولانا حالیؒ:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
غریبوں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولا

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اخلاق کی بلندی یہ نہیں کہ تم اس کے ساتھ نیکی کرو جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اور اس کے ساتھ برائی کرو، جو تمہارے ساتھ برائی کرے بلکہ صحیح اخلاق تو یہ ہے کہ ہر شخص سے نیک سلوک کرو خواہ کوئی تم سے برے طریقے سے پیش کیوں نہ آئے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کے نزدیک نیکی کا مفہوم حسن خلق یعنی دوسروں سے اچھا برتاؤ تھا۔ فرمایا: ''تم میں وہی بہتر ہے جس کا اخلاق دوسروں سے اچھا ہو'' (الحدیث) ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھے بغیر روزہ رکھنے کا اور تہجد ادا کئے بغیر رات بھر قیام کا ثواب محض فضل خداوندی سے مل جاتا ہے''۔ آپ ﷺ کے نزدیک حسن خلق سے مراد ''چہرے کی بشاشت، اچھائی کا پھیلانا اور لوگوں سے تکلیف دہ امور کا دور کرنا ہے''۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 251-250)۔

سادگی و میانہ روی:

آپ ﷺ ہر معاملہ میں سادگی اور میانہ روی اختیار فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کو کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں تکلف اور تصنع سخت ناپسند تھا۔ سادگی ہمیشہ آپ ﷺ کا معمول رہی۔ جو کچھ سامنے آجاتا کھالیتے۔ جو کچھ ملتا پہن لیتے۔ اپنے صحابہ کرام سے بھی آپ ﷺ یہی توقع رکھتے تھے کہ ان کے رہن سہن میں سادگی اور بے تکلفی رہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے مگر دروازے ہی سے واپس آگئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب پوچھا تو فرمایا: کسی پیغمبر کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی ایسے گھر میں داخل ہو جس میں زیب و زینت ہو۔ ہوا یہ تھا کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر کی سجاوٹ کیلئے رنگین پردے دروازے پر ڈال لیے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں چھت گیر لگی دیکھی تو فوراً اتار دی اور فرمایا، کپڑا خود پہننے کیلئے ہوتا ہے اینٹ کو پہنانے کیلئے نہیں۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 225-224)۔ نبی کریم ﷺ ہر معاملہ میں میانہ روی خود بھی اختیار کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی میانہ روی کی تلقین فرماتے۔ حتیٰ کہ عبادت و ریاضت میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین فرماتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور: ص 241)

دینی مسائل کے بارے میں اتنے اہتمام کے باوجود آپ ﷺ کو رہبانیت کا اسلوب قطعی پسند نہ تھا۔ اگر کسی نے اپنے طبعی میلان کی وجہ سے آپ ﷺ سے اس کی اجازت مانگی بھی تو آپ ﷺ نے سختی سے اسے منع فرما دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے طرز عمل کے متعلق

فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے تم سب کی نسبت زیادہ ڈرنے والا ہوں مگر روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ اس طرح عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: ''یہ میرا طریقہ سنت ہے۔ جس نے میرے طریقے کو چھوڑا وہ میری امت میں سے نہیں''۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے ہمیشہ روزہ سے رہنے کی اجازت مانگی تو فرمایا: زیادہ سے زیادہ تم صوم داؤد یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھ سکتے ہو''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے بدن کا بھی حق ہے، تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ آپ ﷺ کی میانہ روی صرف زبانی حد تک ہی نہیں تھی بلکہ خورد و نوش اور دوسرے تمام معاملات میں بھی آپ ﷺ میانہ روی کو پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ ''میں ایک عبد کی طرح زمین پر بیٹھتا ہوں (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 242-241)۔

جاہ و جلال نبوی ﷺ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''جس نے آپ ﷺ کو اچانک دیکھا وہ دہشت زدہ ہو گیا جس نے کچھ عرصہ آپ ﷺ کے ساتھ گزارا وہ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگا۔ میں نے آپ ﷺ جیسا شخص نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپ کے بعد''۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا۔ آپ ﷺ اس کی اس حالت کو تاڑ گئے چنانچہ اس کا حوصلہ بڑھانے کیلئے فرمایا'' میں بادشاہ نہیں، میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی'' (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 243)۔

حق گوئی و بے باکی:

نبی کریم ﷺ نے پوری زندگی حق گوئی میں گزار دی تھی۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام تر مخالفت، عداوت اور دشمنی کے باوجود کسی بھی دشمن نے آپ ﷺ پر امانت میں خیانت کرنے اور جھوٹ بولنے کا الزام نہیں لگایا۔ اس کے برعکس بعثت مبارکہ سے پہلے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی بجائے ''الامین'' اور ''الصادق'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: دانش گاہ پنجاب، لاہور: ص 223)

آپ ﷺ اللہ کی طرف سے حق گوئی پر مامور تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابو طالب نے مشرکین کی مخالفت بڑھ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپ ﷺ بت پرستی کی مذمت چھوڑ دیں مگر آپ ﷺ نے اشکبار آنکھوں سے فرمایا: بخدا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج لا کر رکھ دیں تو بھی میں دین اسلام کی تبلیغ و دعوت سے نہیں رکوں گا۔ تاوقتیکہ یہ فریضہ تبلیغ و رسالت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے یا میرا دم نکل جائے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''کہہ دو کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت صرف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔ آپ ﷺ کی عملی زندگی کا ہر پہلو آپ کی حق گوئی اور بے باکی کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتا ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 224-223)۔

توکل للھیت:

آپ ﷺ نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرتے ہوئے گزاری اور اسی توکل کا نتیجہ تھا کہ دین اسلام کو فروغ ملا اور مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی کیونکہ اللہ کی ذات بابرکات بھی اسلام کا فروغ چاہتی تھی۔

ایک مرتبہ جب آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر ایک درخت کے نیچے آرام فرمارہے تھے تو ایک بدو نے جو وہیں تاک میں تھا اچک کر آپ ﷺ کی تلوار اٹھالی اور اسے فضا میں لہراتے ہوئے آپ ﷺ سے کہنے لگا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہوئے اسے جواب دیا: ''اللہ'' یہ سنتے ہی اس بدو کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 233)

آپ ﷺ نے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر جب ہجرت مدینہ کے دوران غار ثور میں قیام فرمایا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے قریب پہنچ گئے تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنوں کو دیکھ کر گھبرا گئے لیکن نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے فرمایا: ''اے صدیق غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قریب پہنچنے کے باوجود ان کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔ (سیر خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 124-123)۔

جب آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساحل کے ساتھ ساتھ مدینہ کی طرف جارہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے سو اونٹوں کے لالچ میں آپ ﷺ کا پیچھا شروع کر دیا۔ جب سراقہ کا گھوڑا اس مقدس کارواں کے نزدیک پہنچا تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت پریشان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں خطرہ محسوس کرنے لگے تو آپ ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ کے حضور دعا کی: ''اے اللہ تو جس طرح چاہے اس سے خود نپٹ لے'' نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے تو اس کا گھوڑا گرتے گرتے بچا پھر جب وہ آگے بڑھنے لگا تو گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس پر سراقہ نے معافی مانگتے ہوئے آپ ﷺ سے امان طلب کی، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے امان دے دی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: ار...

معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 126-125)۔

انصاف پسندی و صلح جوئی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج طلوع ہوتے ہی آدمی کے لیے اپنے ہر جوڑ کا صدقہ دینا ضروری ہو جاتا ہے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے (صحیح بخاری شریف)

تحمل و بردباری:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحمل اور بردباری کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی۔ جو قیامت تک انسانوں کیلئے ایک روشن دلیل اور مشعل راہ ہے۔

لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے میں اکثر حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر حضور ﷺ کا طرز عمل عفو و بردباری کا رہا۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ''آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو پامال کیا گیا ہو۔ تو اس صورت میں آپ ﷺ سختی سے مواخذہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے طاقتور وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے''۔ ایک شخص نے ایک موقع پر آپ ﷺ سے نصیحت سننے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''غصہ نہ کیا کرو اور اسے تین مرتبہ دہرایا''۔ ایک مرتبہ ایک بدو آیا اور پیچھے سے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے نہایت درشتی سے کہا ''میرے ان اونٹوں پر کچھ مال لاد دے کیونکہ تو نہ اپنے مال سے لادے گا اور نہ اپنے باپ کے مال میں سے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں اور تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھا۔ پھر آپ ﷺ نے نہ صرف اس کو معاف کر دیا

بلکہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لادنے کا حکم دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا "تجھے کس چیز نے اس گستاخی پر ابھارا؟" اس نے فوراً کہا: " آپ ﷺ کے حلم اور بردباری نے"۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 251)

عیب جوئی کی ممانعت:

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اچھی باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو، قبل ازیں کہ تمہارے نیک لوگوں کی دعائیں قبول نہ ہوں اور تم استغفار کرو مگر تمہیں معاف نہ کیا جائے۔ خوب سمجھ لو کہ اچھائی کا حکم نہ دینا برائی سے نہ روکنا رزق کو دور کرتا ہے اور عمر کی مدت کو کم کرتا ہے۔ خوب سن لو! کہ یہودی علماء اور عیسائی عابدوں نے نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا جب ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبروں کی زبان سے ان پر لعنت بھیجی اور سب کو مصیبت میں ڈال دیا (غنیۃ الطالبین مترجم: حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص 122)۔

نیک کام کی راہنمائی کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے میں جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی تو اسے ہٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو قبول فرمایا اور اسے بخش دیا (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد اول، کتاب الاذان، حدیث 620)۔

ذوق خود کاری:

اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے کام خود کیا کرتے تھے، آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں

پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے، دودھ دوہ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لے آتے، ڈول درست کر دیتے، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے، غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھ دیتے، کوئی جانور بیمار ہو جاتا تو اسے علاج کے طور پر داغ دیتے، کوئی چیز مرمت طلب ہوتی تو اس کی مرمت کر دیتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص 247-248)۔

سلام کہنے میں سبقت لے جانا:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کونسا اسلام بہتر ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور ہر ایک کو سلام کیا کرو چاہے تو اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو (سنن ابن ماجہ)۔

ہجرت کرنا:

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام عراقی باشندے تھے لیکن وہ ہجرت کر کے شمالی فلسطین میں آ بسے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت حاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو مکہ مکرمہ میں آباد کیا اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا۔

آنحضرت ﷺ کے حکم پر مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب مسلمان قریش مکہ مکرمہ کے مظالم سے تنگ آ گئے تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے آپ ﷺ کے حکم کے مطابق چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ بعد ازاں حضور ﷺ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 36-40)۔

داڑھی مبارک کی اہمیت:

داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی میں شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے۔ صدر کلام میں احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ کی حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزری کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ہیں۔ لبیں ترشوانی اور داڑھی بڑھانی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ: داڑھی بڑھانی راہ قدیم حضرات رسل علیہم الصلاۃ والتسلیم ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ راہ انبیاء کی پیروی کرو۔ (فتاویٰ رضویہ: کتاب الحظر والاباحت: ص124)

مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔ اہل بیت کرام وصحابہ عظام وائمہ اعلام اور ہر قرن وطبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی جوان کے چہرے پر پیدائشی طور پر داڑھی نہ نکلتی تو وہ اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ نقص ہر عیب سے بدتر سمجھا جاتا۔ علمائے کرام علامات قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں، کتروائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ: کتاب الحظر والاباحت، ص125-124)۔

حدیث شریف میں ہے اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں کہ قسم یوں کھاتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے فرزندان آدم کو داڑھی سے زینت بخشی رسول اللہ ﷺ کے حلیہ شریف میں ہے کہ ریش مبارک گھنی تھی۔ اور ایسے ہی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی دراز وباریک تھی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی چوڑی، سارا سینہ بھرے ہوئے تھے۔ احنف بن قیس کہ اکابر ثقہ تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے۔ زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے۔ 67 یا 72

ہجری میں وفات پائی) عاقل و حلیم تھے اور پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ داڑھی پیدائشی طور پر نہ نکلی تھی۔ ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے پر کراہت کا ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف رضی اللہ عنہ کے لیے داڑھی خرید تے (فتاوٰی رضویہ: کتاب الحظر والاباحت، ص125)۔

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ مونچھ مبارک کٹوا دیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مشرکین کی مخالفت کرو یعنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کٹواؤ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص309)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مِنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مونچھوں کو کتروانا فطرت میں داخل ہے (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث 832)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحیٰ. ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث 837)۔

مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ رکھو۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)۔ مونچھیں کترو اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ (صحیح مسلم شریف)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا''۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم انکار کون کرے گا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم:

کتاب اخبار الاحاد: حدیث نمبر 2114)۔

جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال اس سے قیامت تک کے لئے الگ کرلیا جاتا ہے لیکن داڑھی ایک ایسی سنت مبارکہ ہے جو مرنے کے بعد بھی آدمی سے الگ نہیں ہوتی بلکہ قبر میں بھی اس کے ساتھ جاتی ہے۔ اے انسان! ذرا سوچ ایسا عمل (نیکی) جو قبر میں بھی تیرے ساتھ جاتی ہے اس کو کیوں چھوڑ دیتا ہے؟ اے انسان! قبر میں ساتھ دینے والا عمل (نیکی) کو خود اپنے عمل سے الگ نہ کر بلکہ اس کو اپنے ساتھ قبر میں لے کر جا۔ تاکہ تمہیں سو شہیدوں کا ثواب ملے۔

سرمہ لگانا:

آنکھوں میں سرمہ لگانا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ بھی ڈالتے تھے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، جامعہ پنجاب لاہور، ص 202)۔

بالوں میں کنگھی کا استعمال:

نبی کریم ﷺ اپنے بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے، وضو کرنے کے بعد داڑھی مبارک میں بھی کنگھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق پانچ اشیاء سفر و حضر میں ہمیشہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہتی تھیں یعنی کنگھی، شیشہ، تیل، مسواک اور سرمہ (سیرت خیر الانام ﷺ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 202)۔

تبسم:

آپ ﷺ کی ہنسی کبھی مسکراہٹ (تبسم) سے آگے نہیں بڑھی جس میں سامنے کے دانت نمایاں ہو جاتے۔ چہرہ مبارک غصہ میں تمتما اٹھتا کہ اس پر نگاہ کا ٹھہرنا مشکل ہو جاتا اور اس پر پسینے کے قطرے موتی کی طرح چمکتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور، ص 198 بحوالہ بخاری شریف جلد 3 صفحہ نمبر 108)۔

شیرینی گفتگو:

میٹھی زبان سے بات کرنا سنت کی مطابعت ہے۔ حضور ﷺ کی زبان نہایت شیریں اور باوقار تھی۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ مخاطب الفاظ گن سکتا تھا جس بات پر خصوصی زور دینا ہوتا اسے کئی بار دہراتے۔ آواز اتنی بلند تھی کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان کے مطابق رات کو تلاوت کرتے تو ان کے گھر کے صحن میں صاف سنائی دیتی تھی (سنن ابن ماجہ شریف)۔

مزاح کرنا:

ایسا مزاح کرنا جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو سنت کے مطابق ہے۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مذاق بھی فرمایا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس سے لطف اٹھاتے۔ حضور ﷺ کا ایک سادہ لوح سا صحابی تھا جو کوئی زیادہ خوش رو نہ تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اسے مدینہ کے بازار میں جاتے دیکھا۔ حضور ﷺ دبے پاؤں پیچھے سے اس کے پاس گئے، اسے اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا اور فرمایا: ''کیا کوئی یہ غلام خریدنا چاہتا ہے''۔ صحابی نے گردن موڑ کر دیکھا کہ اسے

کس نے بازوؤں میں لے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ اس نے اپنی پشت حضور ﷺ کے سینے کے ساتھ زور سے لگاتے ہوئے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ اس غلام کی فروخت سے آپ ﷺ کو کچھ زیادہ رقم نہیں ملے گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا ''مگر خدا کی نظروں میں تمہاری قدر و قیمت بہت زیادہ ہے''

(نقوش، رسول ﷺ نمبر 661-662)۔

عقیدۂ ختم نبوت تمام علوم کا جامع

قرآن میں نبوت و رسالت کے تمام علوم جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ کی وحی جامع اور کامل وحی قرار دی گئی۔ جملہ معارف اور متقدمین کو دی جانے والی ہر روحانی نعمت آپ کو عطا کر دی گئی اور یوں بھی آپ کی ذات پر کمالِ نبوت و رسالت تمام ہوا۔ خدا کی حمد اور تعریف انبیاء سابقہ نے بھی کی۔ مگر احمد ﷺ نے اس باب میں بھی خدا کی تعریف کو اپنے کمال پر پہنچا دیا اور خدا شناسی کا ایک نیا معیار پیش کیا لہٰذا خدا کا احمد ہونے کے اعتبار سے بھی کوئی نبی یا رسول حضور ﷺ کی ذات کی طرح کامل اور اکمل نہیں ہے اور یہ حضور ﷺ کی عبودیت کی حیثیت کا کمال ہے۔ قرآن نے حضور ﷺ کے کمال کی ایک شہادت یوں بھی دی کہ ''اقراء'' کا حکم آپ کی ذات کے سوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی دوسرے نبی یا رسول کو نہیں ملا۔ گویا آپ کی تربیت، خاص عطائے الٰہی ہے اور یہ تاریخ رسالت میں ایک منفرد اعزاز ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی علمی تکمیل بغیر کسی واسطہ کے ہوئی۔ اس لیے فقط آپ کو ''مہدی'' کہا گیا۔ (نور اسلام، گولڈن جوبلی نمبر: جلد اول: صفحہ نمبر۔ 39)

عقیدۂ ختم نبوت تمام مقاصد کی تکمیل کا سبب

نبی کریم ﷺ کے ساتھ نوع انسانی کے اتحاد اور عالمگیر برادری کی مادی، اخلاقی، سیاسی، اجتماعی اور دستوری نشو نما ہوتی ہے۔ حکم کے سرچشمہ قرآن مجید کے نزول کی تکمیل کے ساتھ انذار اور تبشیر کا فریضہ پورا ہوا۔ بعثت انبیاء کے ہر مقصد کی تکمیل اسلام نے کردی اور نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت انسانیت کے لیے ایک عظیم مستقبل کی نوید لیکر آئی۔ اب انسان کے فکر اور وجدان کو ایک ساتھ آگے بڑھنا تھا۔ ہر چند کہ دوسری تحریکوں نے بھی نوع انسان کے قدم کسی نہ کسی اعتبار سے آگے بڑھائے۔ لیکن یہ کارنامہ اسلام کو دنیا کے تہذیبی استکمال کے سلسلہ میں انجام دینا تھا۔ وہ صرف نبی اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کی قطعیت اور حاکمیت نے سنبھالا۔ حضور ﷺ کی رسالت کا مقصد خالصتاً انسانی معاشرہ کو وجود میں لاکر نصب العین، قیادت، اطاعت، آئین حیات، راہ عمل غرض ہر چیز کو ایک مرکز پر مرتکز کرنا تھا اور یہ مقصد پورا ہوگیا۔ بقول علامہ اقبال۔ آپ کی ذات کے ساتھ نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی اور وہ مقصد پورا ہوگیا۔ جس کے لیے اس ادارے کی ابتداء ہوئی تھی۔ (نور اسلام، گولڈن جوبلی نمبر: جلد اول: صفحہ نمبر۔ 39-40)

درود ابراہیمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

مَّجِیْدٌ ہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ

مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ

اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

آج کا عالم اسلام

1	افغانستان	16	گیمبیا	31	مراکش	46	تیونس
2	البانیہ	17	گنی	32	نائیجر	47	ترکمانستان
3	الجزائر	18	انڈونیشیا	33	نائیجیریا	48	ازبکستان
4	آذربائیجان	19	ایران	34	اومان	49	متحدہ عرب امارات
5	بحرین	20	عراق	35	پاکستان	50	یمن عرب جمہوریہ
6	بنگلہ دیش	21	اردن	36	فلسطین	51	عوامی جمہوریہ یمن
7	برکمینا فاسو	22	کویت	37	قطر	52	موزمبیق
8	برونائی دارالسلام	23	قازقستان	38	سعودی عرب	53	سری نیم
9	چاڈ	24	کرغستان	39	سینیگال	54	کیمرون
10	کوموروس	25	لبنان	40	صومالیہ	55	گیبون
11	کوٹ ڈی آئیوایر	26	لیبیا	41	سیرالون	56	اپروولٹا
12	جبوتی	27	مالدیپ	42	سوڈان	57	گنی بساؤ
13	ایتھوپیا	28	ملائیشیا	43	شام	58	یوگنڈا
14	ایری ٹیریا	29	مالی	44	تاجکستان	59	ویسٹرن سہارا
15	مصر	30	موریطانیہ	45	ترکی		